لمعۃ الاعتقاد

تالیف

امام موفق الدین ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

ابو المکرم بن عبد الجلیل

ناشر الدار السلفیہ ممبئی۔دہلی

Www.IslamicBooks.Website

لمعۃ الاعتقاد

تالیف

امام موفق الدین ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ

تحقیق و تعلیق

عبد القادر ارناؤوط

اردو ترجمہ

ابو المکرّم بن عبد الجلیل

ناشر

الدار السّلفیہ

ممبئ، دہلی

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات الدار السّلفیہ نمبر ۱۵۳

نام کتاب	:	لمعۃ الاعتقاد
نام مؤلف	:	امام موفق الدین ابن قدامہ مقدسیؒ
نام مترجم	:	ابوالمکرّم بن عبدالجلیل
ناشر	:	الدار السّلفیہ، ممبئی۔
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۱۹۹۹ء
قیمت	:	۲۵ روپئے

ملنے کے پتے

دار المعارف

ممبئی	دہلی
۱۳، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی۔ ۳ فون: ۳۷۱۶۲۸۸	۲۶۸۴/ بی گلی مسجد کالے خان، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی۔ ۲ فون: ۳۲۷۷۲۵۳

Www.IslamicBooks.Website

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱۔	عرض ناشر	۵
۲۔	مقدمہ از محقق	۹
۳۔	مؤلف کے حالات زندگی	۱۴
۴۔	آغاز کتاب (لمعۃ الاعتقاد)	۲۱
۵۔	فصل اول: توحید اسماء و صفات کا بیان	۲۲
۶۔	فصل دوم: اللہ تعالیٰ کے کلام فرمانے کا بیان	۴۳
۷۔	فصل سوم: قرآن کریم کے بارے میں سلف کا عقیدہ	۴۸
۸۔	فصل چہارم: قیامت کے دن اہل ایمان کے اللہ کے دیدار سے مشرف ہونے کا بیان	۵۵
۹۔	فصل پنجم: قضا و قدر کا بیان	۵۷
۱۰۔	فصل ششم: ایمان کی حقیقت	۶۳
۱۱۔	فصل ہفتم: امور غیب پر ایمان لانے کا بیان	۶۶
۱۲۔	فصل ہشتم: متفرق اعتقادی مسائل کا بیان	۷۵

Www.IslamicBooks.Website

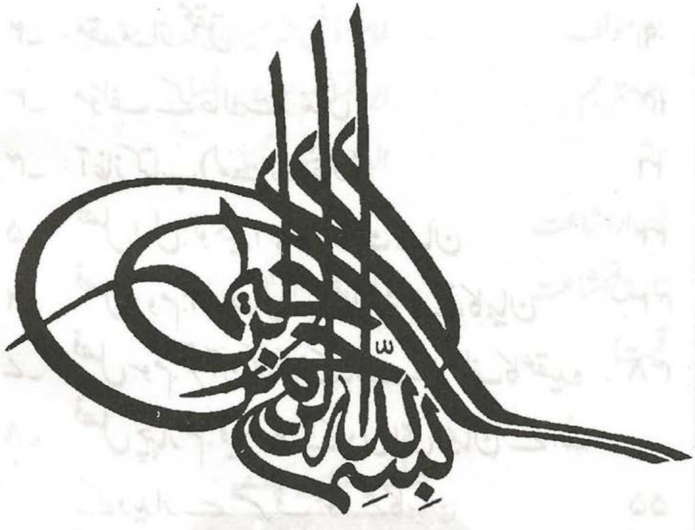

Www.IslamicBooks.Website

عرض ناشر

عقیدۂ توحید رأس الطاعات ہے، یہ دین کی پہلی بنیاد ہے، انبیاء کرام کی دعوت کی ابتداء اور انتہاء توحید ہے، آنحضرت ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کلمۂ لاالہ الا اللہ سے کیا تھا، فرمایا یاایھا الناس قولوا لاالہ الا اللّٰہ تفلحوا "لوگو! اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نجات پاؤ گے"۔

توحید کے بعد ہی آپ نے اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی فرمایا: قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض، لاالہ الا ھو یحی ویمیت (الاعراف:۱۵۸) "کہہ دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی ملکیت آسمان اور زمین ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے"۔

توحید و رسالت اسلامی عقیدے کی بنیاد ہے اس عقیدے پر دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا اور اپنے اعضاء و جوارح سے اس پر عمل کرنا ہی اسلام کی بنیاد ہے اس کے بعد ہی تمام اعمال و طاعات قبول کیے جاتے ہیں۔

توحید جتنا اہم علم ہے اتنا ہی اس کا سیکھنا اور اس پر کاربند رہنا بھی مشکل

Www.IslamicBooks.Website

ہے، جو لوگ اعمال صالحہ پر مبالغہ کی حد تک عمل کرتے ہوں اور اپنے نامۂ اعمال میں پہاڑ جیسی نیکیاں لکھوالیں لیکن جب تک توحید میں پختہ اور مستحکم نہیں ہوں گے ان کے اعمال کا ایک ذرہ بھی قبول نہیں ہو گا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا: اولئك الذين كفروا بايٰت ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيمة وزنا (الكهف: ١٠٥) "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کیلئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔

اس کتاب کا مرکزی موضوع توحید اور اس کے متعلقات کا تفصیلی ذکر ہے، توحید کی تینوں قسموں توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جو بلاشبہ ایک مسلمان کی نجات کا کلیدی مسئلہ ہے جسے خود سیکھنا چاہیئے اور اپنے اہل وعیال کو سکھانا چاہیئے، اور اسے اپنی زندگی کا مشن بنالینا چاہیئے۔

اس کتاب میں عقیدۂ اسلام کے تمام کلیدی مسائل نہایت آسان اور مدلل طور پر بیان کئے گئے ہیں قضاء وقدر، امور غیب اور متفرق اعتقادی مسائل بڑے دلنشین انداز میں بیان کئے گئے ہیں کتاب کے مؤلف الامام مؤفق الدین ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ اسلامی تاریخ کے ایک عالم جلیل سمجھے جاتے

Www.IslamicBooks.Website

ہیں جن کے علم و فضل کا امت اسلامیہ پر بڑا فضل واحسان ہے۔

کتاب جتنی اہم اور مفید تھی اس کا ترجمہ بھی ہمارے برادر عزیز مولانا ابوالمکرّم بن عبدالجلیل نے نہایت آسان اور عام فہم زبان میں کیا ہے جو عوام وخواص سب کیلئے یکساں مفید ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے وزارۃ الشؤن الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد مملکت سعودیہ عربیہ ریاض سے شایع ہوئی تھی اور اہل علم اور رجال دعوت وارشاد میں بہت مقبول ہوئی تھی ہندوستان جیسے طویل عریض اور مختلف مذاہب کی کثرت سے بھرا ہوا ملک شرک وبدعات سے بھرا ہوا ہے، جا بجا مزارات اور مشایخ کی خانقاہیں آباد ہیں جہاں دن رات شرک ہو رہا ہے، اور ہندوستان کا کوئی شہر شرک وبدعات کے ان اڈوں سے خالی نہیں، اور اہل توحید کی بے بضاعتی اور کم مایگی اور عملی تساہلی سے یہ شرک کے بازار روز بروز آباد ہوتے جارہے ہیں شرک جس تیزی سے پھیل رہا ہے اتنی تیزی سے اس کو روکنے اور اس کی جگہ توحید وسنت کو عام کرنے کی کوشش نہیں کی جارہی ہے۔

بلکہ دیکھا جائے تو یہاں اکثر دینی اور تبلیغی جماعتیں خود مشایخ پرستی اور توسل بغیر اللہ اور تصور شیخ جیسے شرکیہ عقائد میں مبتلا ہیں بھلا وہ توحید کی اشاعت کیا کر سکیں گے، بعض جماعتوں میں شرک وبدعات کی تردید کو بھی تفریق بین المسلمین سمجھا جارہا ہے اور کھلم کھلا تقلید شخصی، ائمہ

Www.IslamicBooks.Website

پرستی، پیر پرستی، قبر پرستی، توہم پرستی اور مذہب پرستی میں پوری طرح لت پت ہیں، اور انہیں اسکا ذرہ برابر بھی احساس نہیں۔ ادارہ الدار السّلفیہ اپنی ایمانی اور دینی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ملک میں عرصۂ دراز سے توحید وسنت کو عام کرنے کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ ملک اور بیرون ملک میں بھی اس کی دعوت عام ہوتی جارہی ہے۔

رسالہ "لمعۃ الاعتقاد" میں لائق مؤلف نے توحید کے مسائل کو بیان کرنے کا حق ادا کر دیا ہے، اسی طرح اس رسالے کی تحقیق و تعلیق میں بھی لائق محقق نے اپنی علمی بصیرت کا ثبوت پیش کیا ہے، ہمارے عزیز اور دوست مولانا ابو المکرّم بن عبد الجلیل حفظہ اللہ نے نہایت فصیح اور صحیح اور آسان اور عام فہم ترجمہ کر کے کتاب کی اہمیت بڑھا دی ہے الدار السّلفیہ اس کتاب کی اشاعت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے رب العالمین سے دعا گو ہے کہ اس علمی صدقۂ جاریہ کا نفع عام فرمائے اور بھٹکے انسانوں کو راہ راست پر لانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

والسلام

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السلفیہ ممبئی

یکم ستمبر ۱۹۹۹ء

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ از محقق

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلامضل له، ومن يضلل فلاهادي له، وأشهد أن لاإله إلا الله وحده لاشريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، أمابعد:

زیر نظر کتاب "لمعۃ الاعتقاد" امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی ثم دمشقی صالحی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ کی گرانقدر تصنیف ہے جو سلف صالحین۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔ کے مسلک کے مطابق صحیح اسلامی عقیدے کا اختصار ہے۔ یہ کتاب عوام کے سامنے ہم ایسے وقت میں پیش کر رہے ہیں جب کہ مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح و تصحیح نیز عقائد کے سلسلہ میں کتاب و سنت کے چشمۂ صافی تک پہنچنے کے ہم سخت ضرور تمند ہیں۔

یہ کتاب قرون مفضلہ کے مسلمانوں کے عقائد کی سچی تصویر

Www.IslamicBooks.Website

پیش کرتی ہے جو انہوں نے اپنے ائمہ سے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں سیکھا تھا۔

مؤلف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں یہ بیان کیا ہے کہ اسلاف کرام نے کس طرح اسلامی عقیدہ کی نشر واشاعت کی، لوگوں کو اس کی طرف بلایا، اس کا دفاع کیا اور وہ اس کے لیے معتزلہ کی جانب سے پیش آنے والی کن کن آزمائشوں سے گذرے، وہ معتزلہ جنہوں نے عقل کو معیار بنانے اور اسے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر مقدم کرنے کی ناروا کوشش کی تھی۔ ساتھ ہی مؤلف نے اس واقعہ کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ امام اذرمی (اذرمی ذال سے ہے جس پر نقطہ ہوتا ہے نہ کہ دال سے جیسا کہ غلطی سے بعض مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے) نے فتنہ خلق قرآن کے سرغنہ قاضی احمد بن ابی دواد معتزلی سے مناظرہ کرکے کس طرح اس کے دانت کھٹے کردیئے، حتی کہ قاضی احمد معتزلی کے خلاف امام اذرمی کے مسکت دلائل سننے کے بعد خلیفہ واثق باللہ کو یہ کہنا پڑا کہ جس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ کافی نہ ہو اللہ اس کے لیے کبھی کافی نہ ہو۔ اس کی مراد سلف صالحین کا وہ

Www.IslamicBooks.Website

عقیدہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نیز تابعین عظام سے سیکھا تھا، اور وہی صحیح عقیدہ اور صراط مستقیم ہے جس کی ہر مسلمان کو پیروی کرنی چاہیئے، اور اسی کی روشنی میں زندگی گذارنی چاہیئے، اور یقیناً یہی سب سے درست اور سچا راستہ ہے۔ قاضی فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ ہدایت کی راہ پر چلتے رہو، اس راہ پر چلنے والوں کی قلت تمہیں نقصان نہ پہنچائے گی، اور ضلالت کی راہ سے بچو، اور ہلاک ہونے والوں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھاؤ۔

قرآن مجید نیز سنت رسول ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلام کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ (الحجر:۹)

"یعنی بیشک ہم نے یہ ذکر۔ قرآن کریم۔ اتارا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں"۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر جماعت کے ثقہ لوگ اس علم کے وارث ہوتے رہیں گے جو غلو کرنے والوں کی تحریف، اہل باطل کے انتساب اور جاہلوں کی تاویل سے اس علم کو پاک رکھیں گے"۔

Www.IslamicBooks.Website

کتاب کے مختلف طبعات:

یہ کتاب سعودی عرب اور دمشق وغیرہ میں بارہا طبع ہو چکی ہے، سعودی عرب میں مطبوعہ کوئی ایڈیشن میری نظر سے نہیں گذرا، دمشق میں مکتبہ دار البیان نے ۱۳۹۱ھ میں میری تحقیق کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا تھا، بیروت میں المکتب الاسلامی سے بھی یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے لیکن یہ نسخہ غیر محقق ہے۔ کتاب کا کوئی مخطوطہ مجھے دستیاب نہ ہو سکا جس کی طرف میں رجوع کر سکوں، اس لیے میں نے نصوص کی حتیٰ المقدور تحقیق کی ہے، خصوصاً امام أذرمی کے سلسلہ میں، جو کہ سنت کے حامی اور بدعتیوں کے خلاف زبردست مناظر تھے، تحقیق کے دوران میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ "أذرمی" نقطہ والی ذال سے ہے نہ کہ دال سے، اور یہ نَصِيْبِيْنَ کے ایک گاؤں "أذرمہ" کی جانب منسوب ہے، اور اسی نسبت کی وجہ سے امام اذرمی کو اذرمی کہا جاتا ہے، آپ کا صحیح نام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن محمد بن اسحاق أذرمی نصیبی جزری ہے۔ کتاب میں جس جگہ امام موصوف کا تذکرہ آیا ہے وہاں میں نے یہ وضاحت کر دی ہے اور ساتھ ہی ایک نوٹ لگا دیا ہے جس

Www.IslamicBooks.Website

سے امام مذکور کی شخصیت نمایاں اور واضح ہو جاتی ہے، جنہوں نے تیسری صدی ہجری کے اوائل میں خلیفہ واثق باللہ کے سامنے قاضی احمد بن ابی دؤاد معتزلی کو سنت صحیحہ اور عقیدہ سلف کی روشنی میں دندان شکن جواب دے کر خاموش کر دیا تھا۔

اس کتاب میں مذکورہ احادیث کی میں نے حاشیہ میں مختصر سی تخریج کردی ہے اور بعض شخصیات کے حالات زندگی بھی ذکر کر دیئے ہیں، ساتھ ہی بعض کلمات کی وضاحت بھی کر دی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ کتاب کا یہ نسخہ سابقہ تمام نسخوں سے بہتر ہو گا، توفیق دینا اللہ کے اختیار میں ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہماری اس کوشش کو اپنی رضا وخوشنودی کا ذریعہ بنائے اور ہمیں عقیدہ صحیحہ اور صراط مستقیم پر گامزن رکھے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

دمشق: خادم سنت

یکم محرم الحرام ۱۴۰۸ھ عبد القادر ارناؤوط

Www.IslamicBooks.Website

مؤلف کے حالات زندگی

از قلم .... عبدالقادر ارناؤوط

مؤلف کا نسب نامہ یہ ہے: امام و فقیہ، زاہد، شیخ الاسلام ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ حنبلی مقدسی ثم دمشقی صالحی، رحمہ اللہ۔

آپ فلسطین کی مبارک سرزمین پر بیت المقدس کے قریب علاقہ نابلس کے شہر "جماعیل" میں شعبان ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے، یہ وہ زمانہ ہے جب بیت المقدس اور اس کے مضافات پر صلیبیوں کا قبضہ تھا، اس لئے آپ کے والد ماجد ابوالعباس احمد بن محمد بن قدامہ، جو اس مبارک خاندان بلکہ اس مبارک سلسلۂ نسب کے سربراہ تھے، اپنے پورے خاندان کے ساتھ تقریباً ۵۵۱ھ میں بیت المقدس سے دمشق ہجرت فرماگئے، سفر ہجرت میں آپ کے دونوں بیٹے ابو عمر اور موفق الدین نیز ان کے خالہ زاد بھائی عبدالغنی مقدسی بھی ساتھ تھے۔ مقدسی خاندان کے بیت

Www.IslamicBooks.Website

المقدس سے دمشق ہجرت کرنے کے اسباب پر حافظ ضیاء الدین مقدسی کی ایک مستقل کتاب ہے۔ بہر حال آپ کے والد پورے کنبہ کے ساتھ دمشق میں مسجد ابو صالح میں مشرقی دروازہ کے پاس اترے، پھر دو سال کے بعد مسجد سے منتقل ہو کر دمشق کے اندر ہی صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں سکونت پذیر ہوگئے۔ اس دوران امام موفق الدین قرآن مجید حفظ کرتے اور اپنے والد ماجد ابو العباس سے (جو کہ صاحب علم و فضل اور متقی و پرہیز گار شخصیت تھے) ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر دمشق کے علماء و مشائخ سے تحصیل علم کیا اور فقہ میں "مختصر الخرقی" وغیرہ زبانی یاد کرلی، مرحلۂ تحصیل علم میں آپ قدم بقدم آگے بڑھتے رہے، یہاں تک کہ عمر کی بیس منزلیں طے کرلیں، پھر آپ نے طلبؒ علم کے لیے بغداد کا سفر کیا، آپ کے خالہ زاد بھائی عبدالغنی مقدسی جو آپ کے ہم عمر بھی تھے اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے، امام موفق الدین شروع شروع میں تھوڑے عرصہ کے لیے بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس ٹھہرے، شیخ کی عمر اس

Www.IslamicBooks.Website

وقت تقریباً نوے سال تھی، امام موفق الدین نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے "مختصر الخرقی" خوب سمجھ کر اور بڑی دقت نظر کے ساتھ پڑھا، کیونکہ دمشق میں آپ مذکورہ کتاب زبانی یاد کر چکے تھے۔ اس کے بعد ہی شیخ کی وفات ہو گئی تو آپ نے ناصح الاسلام ابوالفتح شیخ ابن المنی کی شاگردی اختیار کرلی اور ان سے فقہ حنبلی اور اختلاف مسائل کا علم حاصل کیا، ان کے علاوہ ہبۃ اللہ بن الدقاق وغیرہ سے بھی آپ نے علمی استفادہ کیا۔ بغداد میں چار سال کا عرصہ گذارنے کے بعد آپ دمشق واپس تشریف لائے اور اہل وعیال کے ساتھ کچھ دن گذار کر ۵۶۷ھ میں پھر بغداد روانہ ہو گئے اور ایک سال تک شیخ ابوالفتح ابن المنی سے علم حاصل کرنے کے بعد دمشق واپس آگئے۔ ۵۷۴ھ میں فریضۂ حج ادا فرمایا، پھر مکہ مکرمہ سے دمشق واپس آکر فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "مختصر الخرقی" کی شرح "المغنی" کی تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ کتاب "المغنی" فقہ اسلامی اور خصوصیت کے ساتھ فقہ حنبلی کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے، اسی لیے سلطان العلماء عزبن عبدالسلام نے

Www.IslamicBooks.Website

کہا تھا کہ جب تک میرے پاس "المغنی" نہیں تھی اس وقت تک فتویٰ دینے میں مجھے مزہ نہیں آتا تھا۔

طلبہ آپ کے پاس حدیث وفقہ اور دیگر علوم پڑھتے تھے، ایک کثیر تعداد نے آپ سے فقہ میں کمال ودسترس حاصل کیا ہے، جن میں آپ کے بھتیجے قاضی القضاۃ شمس الدین عبدالرحمٰن بن ابی عمر اوران کے طبقہ کے دیگر علماء بھی شامل ہیں۔

درس وتدریس کے ساتھ ہی آپ کا مختلف علوم وفنون میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری تھا، خصوصاً علم فقہ میں جس میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، اس موضوع پر آپ کی متعدد تصنیفات اس کی شاہد عدل ہیں، علم فقہ میں آپ کی شخصیت بالکل نمایاں ہے اور میدان علم کے شہسوار آپ کے فضائل ومناقب اور علمی برتری کے گواہ ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ملک شام میں اوزاعی کے بعد موفق الدین سے بڑا فقیہ نہیں آیا۔

امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ موفق الدین جیسا

Www.IslamicBooks.Website

عالم میں نے نہیں دیکھا۔

سبط ابن الجوزی کہتے ہیں کہ جس نے موفق الدین کو دیکھا اس نے گویا بعض صحابہ کو دیکھ لیا، ایسا لگتا تھا کہ ان کے چہرے سے نور پھوٹ رہا ہے۔

بہر حال آپ مختلف علوم وفنون کے امام تھے، آپ کے زمانہ میں آپ کے بھائی ابو عمر کے بعد آپ سے زیادہ متقی وپرہیز گار اور بڑا عالم کوئی نہ تھا، عقائد اور زہد و تقویٰ میں آپ سلف صالحین کا نمونہ تھے، بڑے باحیا، دنیا ومافیہا سے بے رغبت، نرم گفتار، نرم دل، ملنسار، فقراء ومساکین سے محبت وہمدردی کرنے والے، بلند اخلاق، فیاض وسخی، عبادت گذار، فضل وکرم والے، پختہ ذہن، علمی تحقیق میں سخت احتیاط برتنے والے، خاموش طبیعت، کم سخن، کثیر العمل نیز بے شمار فضائل ومناقب کے مالک تھے، انسان آپ سے ہم کلام ہونے سے پہلے محض دیکھ کر ہی آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

حافظ ضیاء الدین مقدسی نے آپ کی سیرت پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اسی طرح امام ذہبی کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ صرف علم و تقویٰ ہی کے امام نہ تھے، بلکہ آپ نے بطل اسلام صلاح الدین ایوبی کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی ادا کیا ہے، آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ۵۸۳ھ میں جب صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کی سرکوبی نیز ان کی غلاظت سے فلسطین کی مبارک سرزمین کو پاک وصاف کرنے کے لیے مسلمانوں کو لیکر فوج کشی کی تو امام موفق الدین ابن قدامہ، ان کے بھائی ابو عمر، آپ دونوں کے تلامذہ اور خاندان کے کچھ دیگر افراد اس فتحیاب اسلامی پرچم کے تلے ہو کر عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر فریضۂ جہاد ادا کر رہے تھے، آپ حضرات کا ایک مستقل خیمہ تھا جسے لے کر وہ مجاہدین کے ساتھ ساتھ منتقل ہوتے رہتے تھے۔

امام موصوف رحمہ اللہ نے علم فقہ نیز دیگر علوم میں بے شمار مفید کتابیں چھوڑی ہیں۔ چنانچہ علم فقہ میں ''العمدۃ'' مبتدی طلبہ کے لیے اور ''المقنع'' متوسط طبقہ کے طلبہ کے لیے، نیز ''الکافی'' اور ''المغنی'' لکھی ہے، ''الکافی'' میں دلائل کے ساتھ مسائل کو

Www.IslamicBooks.Website

ذکر کیا ہے تاکہ طلبہ دلیل کی روشنی میں مسائل کا احاطہ اور پھر اس پر عمل کر سکیں، اور "المغنی" جو "مختصر الخرقی" کی شرح ہے اس میں علماء کے مذاہب و آراء اور ان کے دلائل ذکر کیے ہیں، تاکہ باصلاحیت علماء اجتہاد کے طریقوں سے واقف ہو سکیں۔ اصول فقہ میں آپ کی کتاب "روضۃ الناظر" ہے، ان کے علاوہ مختلف علوم وفنون میں "مختصر فی غریب الحدیث"، "البرہان فی مسالۃ القرآن"، "القدر"، "فضائل الصحابہ"، "المتحابین فی اللہ"، "الرقۃ والبکاء"، "ذم الموسوسین"، "ذم التاویل"، "التبیین فی نسب القرشیین"، "مناسک الحج" اور زیر مطالعہ کتاب "لمعۃ الاعتقاد الهادی الی سبیل الرشاد" وغیرہ گرانقدر تالیفات ہیں۔

۶۲۰ھ میں بروز ہفتہ عید الفطر کے دن آپ کی وفات ہوئی اور دمشق کے اندر صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں جامع الحنابلہ کے بالائی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Www.IslamicBooks.Website

لمعة الاعتقاد

الهادي إلى سبيل الرشاد

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول

توحید اسماء وصفات کا بیان

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس کی تعریف میں ہر مخلوق رطب اللسان ہے اور جو ہر زمانہ [۱] کا معبود مسجود ہے، کوئی جگہ اس کے علم سے باہر نہیں اور نہ ہی کوئی کام اسے دوسرے کام سے مشغول کر سکتا ہے، اشباہ و نظائر سے برتر و بالا اور جورو اور اولاد سے منزہ ہے، اس کا حکم تمام بندوں پر نافذ ہے، عقلیں اس کی مثال نہیں بیان کر سکتیں اور نہ ہی دل اس کی شکل و صورت کا نقشہ کھینچ سکتے ہیں۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:۱۱)

"اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے اچھے نام اور عالی صفات ہیں۔

---

[۱] صرف ہر زمانہ ہی میں نہیں، بلکہ ہر جگہ اور ہر زبان میں اس کی عبادت و بندگی ہوتی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی، لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَاتَحْتَ الثَّرٰی، وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰی﴾ (طٰہٰ:۵۔۷)۔

"وہ رحمٰن عرش پر مستوی [۱] ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہے، اور جو مٹی کے نیچے ہے، اور اگر تم بات پکار کر کہو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات اور اس سے بھی مخفی بات کو جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی کو محیط ہے، ہر مخلوق اس کے حکم اور غلبہ کے ماتحت ہے، اور اس کی رحمت اور اس کا علم ہر شئی کو عام ہے۔

﴿يَعْلَمُ مَابَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِهٖ عِلْماً﴾ (طٰہٰ:۱۱۰)

"وہ لوگوں کا اگلا اور پچھلا سب حال جانتا ہے اور لوگوں کو اس کا پورا علم نہیں ہے"۔

اللہ تعالیٰ ان تمام صفات عالیہ سے متصف ہے جو اس نے قرآن کریم میں اور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر اپنے لیے ذکر کی ہیں۔

---

[۱] اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا اسی انداز سے ہے جو اس کے شایان شان ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

قرآن کریم میں یا رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کے اندر اللہ تعالیٰ کے لیے جو صفات عالیہ بیان کی گئی ہیں ان پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کے شایان شان انہیں تسلیم کر لینا ضروری ہے، ان صفات کی تردید یہ تاویل کرنے یا مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینے یا ان کی تمثیل پیش کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جن صفات کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش آتی ہو[۱] ان کے بارے میں ضروری ہے کہ لفظی طور پر ان صفات کو ثابت مانیں اور ان کے معانی سے بحث نہ کریں، بلکہ اس کی ذمہ داری اس کے راویوں پر ڈالتے ہوئے اس کا صحیح علم اللہ اور رسول کے حوالہ کر دیں، کیونکہ یہی راسخین علم[۲] کا طریقہ ہے جن کی اللہ نے قرآن مجید میں یوں تعریف فرمائی ہے:

﴿وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ ءَامَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا﴾

(آل عمران:۷)

---

۱ مثلاً مجمل ہونے کے سبب کسی صفت کا معنی واضح نہ ہو، یا خود پڑھنے والے کی سمجھ کا قصور ہو۔

۲ راسخین علم سے مراد وہ حضرات ہیں جو قرآن مجید کی محکم اور متشابہ ہر قسم کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

"راسخین علم (جو علم میں پختہ کار ہیں وہ) کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔

اس کے برخلاف جو لوگ قرآن مجید کی متشابہ آیات کی تاویل کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں [۱] ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَايَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۷)

"جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے متشابہات کی تاویل کے پیچھے پڑنے کو دلوں کی کجی اور ٹیڑھ کی علامت بتایا ہے اور مذمت میں اسے فتنہ تلاش کرنے کے مساوی قرار دیا ہے، مزید بر آں تاویل کرنے والوں کی جو خواہش اور تاویل سے ان کا جو مقصد ہوتا ہے

---

[۱] اور یہی گمراہ لوگ ہیں جو فتنے کی تلاش میں نیز لوگوں کو دین سے اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے باز رکھنے کے لیے متشابہ آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

اس کی یہ کہہ کر اللہ نے تردید کردی ہے کہ "متشابہات کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث مثلاً "إن الله ينزل إلى سماء الدنيا" (اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے) یا "إن الله يرى في القيامة" (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا) اور اس قسم کی دیگر احادیث کے متعلق امام احمد بن محمد بن حنبل [۱] اللہ ان سے راضی ہو۔ فرماتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن ان احادیث میں ثابت اللہ کی صفات کی کیفیت اور معنی متعین نہیں کرتے۔ [۲] اور نہ ہی کسی صفت کا انکار کرتے ہیں، ساتھ ہی اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو بیان فرمایا ہے وہ برحق ہے، نیز ہم آپ کی کسی حدیث کی تردید کی جسارت بھی نہیں کرتے ہیں۔

---

[۱] آپ کے بچپن ہی میں آپ کے والد ماجد "محمد" کا انتقال ہوگیا اور دادا "حنبل" نے آپ کی پرورش فرمائی، اسی وجہ سے دادا کی طرف منسوب ہوکر آپ احمد بن حنبل کے نام سے مشہور ہوئے۔ امام احمد بن حنبل بغداد میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد ہی میں ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

[۲] یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کا ظاہری معنی کے علاوہ اہل تاویل کی طرح کوئی اور معنی مراد نہیں لیتے۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے جو صفات بیان فرمائی ہیں ان کے علاوہ کسی اور صفت سے ہم اسے متصف نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کے لیے حد اور انتہا متعین کرتے ہیں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:۱۱)

"اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

اللہ نے جو بیان فرمادیا ہم اسی کے قائل ہیں اور جن صفات سے خود کو متصف کرلی ہم انہی صفات سے اسے متصف مانتے ہیں اور اس سے تجاوز نہیں کرتے، اللہ کا وصف بیان کرنے والے حقیقت تک پہنچنے سے عاجز ہیں، قرآن کریم کے محکم و متشابہ ہر ہر حصہ پر ہمارا ایمان ہے، اللہ کی کسی بھی صفت کی اس وجہ سے نفی نہیں کرسکتے کہ بعض کم فہم لوگوں نے اسے قبیح گردانا ہے، قرآن وحدیث سے آگے بڑھنا ہمارا شیوہ نہیں۔ [1] ان صفات کی

---

[1] اللہ تعالیٰ نے جو صفت اپنے لیے ثابت کی ہے ہم اسے ثابت مانتے ہیں، اور جس کی نفی کی ہے ہم بھی اس سے اللہ کو پاک و منزہ جانتے ہیں، بایں طور کہ ان صفات کا معنی وہی ہے جو اللہ نے مراد لیا ہے، ہم اللہ کی کسی بھی صفت کی تاویل نہیں کرتے، بلکہ اس کا علم اللہ کے حوالہ کرتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

حقیقت ہم صرف اتنا جانتے ہیں جتنا قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی [۱] اللہ ان سے راضی ہو۔ فرماتے ہیں کہ اللہ پر اور اللہ کی طرف سے جو کچھ وارد ہے اس پر میرا ایمان ہے، بایں طور کہ ان کا معنی و مطلب وہی ہے جو اللہ نے مراد لیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ پر اور جو کچھ آپ سے ثابت ہے اس پر میرا ایمان ہے، بایں طور کہ ان کا معنی و مطلب وہی ہے جو آپ نے مراد لیا ہے۔ [۲]

سلف صالحین اور ائمہ امت، رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک تھا۔ [۳] وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کے

---

[۱] آپ کا نسب نامہ یہ ہے: محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبدیزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قرشی۔ آپ فلسطین کے مقام غزہ میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں نشو ونما پائی، مدینہ منورہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا، دو مرتبہ بغداد کا سفر کیا اور ۱۹۹ھ میں مصر کے لیے روانہ ہوئے اور تا وفات (۲۰۴ھ) وہیں مقیم رہے۔

[۲] یعنی ان میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی یا معنی میں کوئی تحریف و تبدیلی نہیں کرتے۔

[۳] یعنی کتاب و سنت میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت ماننا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد کے برخلاف ان صفات کا تاویل کرنے سے پرہیز کرنا۔

Www.IslamicBooks.Website

لیے جو صفات بیان کی گئی ہیں ادنیٰ تاویل کے بغیر ان پر ایمان رکھا جائے، ظاہری معنی پر انہیں محمول کیا جائے اور اللہ کے لیے انہیں ثابت مانا جائے، ہمیں بھی انہیں اسلاف کے نقش قدم کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور دین کے نام پر ایجاد کی گئی بدعات سے روکا گیا ہے اور بدعات کو گمراہی بتایا گیا ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم میری سنت [۱] اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اپناؤ اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو، اور دین کے اندر ایجاد کیے گئے نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ [۲]

---

[۱] سنت کے معنی طریقہ کے ہیں، یہاں سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عمل سے۔

[۲] دیکھیے: مسند امام احمد ۴/۱۲۶، ۱۲۷ و سنن ابی داؤد 'کتاب السنہ' باب فی لزوم السنہ (۴۶۰۷) و جامع ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع (۲۶۷۸) سنن ابن ماجہ، مقدمہ (۴۲، ۴۳) و مستدرک حاکم ۱/۹۷، و سنن دارمی، مقدمہ، باب اتباع السنہ (۱/۴۴، ۴۵) بروایت عرباض بن ساریہ ابو نجیح رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور متعدد علمائے حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ترمذی نے بھی اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے، البتہ ان تمام روایتوں میں "المھدیین من بعدی" والے جملہ میں "من بعدی" کے الفاظ نہیں ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [1] فرماتے ہیں کہ سنت کی پیروی کرو اور بدعتیں نہ ایجاد کرو، کیونکہ دین تمہارے لیے کافی و مکمل کر دیا گیا ہے۔ [2]

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ [3] کہتے ہیں کہ جہاں قوم [4] ٹھہری ہے وہیں تم بھی ٹھہر جاؤ کیونکہ وہ علم و بصیرت کے ساتھ ٹھہرے ہیں، وہ گہرائی میں جانے پر زیادہ قادر تھے، اور اگر اس میں کوئی فضیلت ہوتی تو اس کے زیادہ حقدار تھے، اب اگر تم یہ کہتے ہو

---

[1] آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے، آپ مکی تھے اور سابقین اسلام میں سے تھے، آپ ہی نے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کی تھی، ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ۔

[2] یعنی اسلاف کرام نے دین کا کام پورا کر دیا ہے، لہٰذا اب دین کے اندر کسی پہلو کی تکمیل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

[3] آپ کی کنیت ابو حفص اور پورا نام عمر بن عبد العزیز بن مروان بن حکم اموی قرشی ہے، خلیفۂ راشد پنجم کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت اور نشو ونما مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۹۹ھ میں آپ کو خلیفہ مقرر کیا گیا، مدت خلافت کل ڈھائی سال ہے مگر خیر و برکت اور عدل و انصاف سے بھرپور رہے۔ ۱۰۱ھ میں ملک شام کے مقام ''دیر سمعان'' میں وفات پائی۔

[4] قوم سے مراد نبی ﷺ نیز آپ کے اصحاب ہیں، کیونکہ عقیدہ و عمل کے سلسلہ میں ان کا موقف علم و بصیرت پر مبنی تھا۔

Www.IslamicBooks.Website

کہ ان کے بعد فلاں چیز ایجاد کی گئی ہے تو سمجھ لو کہ اسے ان لوگوں نے ایجاد کیا ہوگا جو اسلاف کے طریقہ کے مخالف اور ان کی سنت سے گریز کرنے والے ہوں گے۔ سلف نے اتنا بیان کردیا ہے جتنا کافی وشافی ہے، اب ان سے آگے بڑھنا حد سے تجاوز کرنا ہے اور پیچھے رہنا کوتاہی ہے، جیسا کہ ایک گروہ نے کوتاہی کی تو جفا کر بیٹھے اور دوسرے نے حد سے تجاوز کیا تو غلو کا شکار ہوگئے، حالانکہ افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال کی راہ صراط مستقیم پر گامزن رہنا سلف کا طریقہ تھا۔

امام اوزاعی۔[1] اللہ ان سے راضی ہو۔ فرماتے ہیں کہ آثار سلف کی پیروی کرو اگرچہ لوگ تمہیں چھوڑ دیں، اور لوگوں کی ذاتی آراء سے بچو اگرچہ لوگ اسے مزین کرکے کیوں نہ پیش کریں۔

---

[1] آپ کی کنیت ابو عمر اور نام عبدالرحمٰن بن عمر بن محمد اوزاعی ہے، قبیلہ اوزاع سے تعلق رکھتے تھے اور فقہ وزہد میں پورے علاقہ شام کے امام تھے، بعلبک میں پیدا ہوئے بقاع میں پرورش پائی اور بیروت کو اپنا مسکن بنایا اور ۱۵۷ھ میں بیروت ہی میں وفات پائی۔

Www.IslamicBooks.Website

امام محمد بن عبد الرحمٰن اذرمی [۱] نے ایک شخص سے، جس نے ایک بدعت ایجاد کی تھی۔ [۲] اور لوگوں کو اسے قبول کرنے کی دعوت دی تھی، فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ، یا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی۔ رضی اللہ عنہم اس بات کو جانتے تھے یا نہیں جانتے تھے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، امام اُذرمی نے فرمایا: جو بات وہ لوگ نہیں جان سکے تم جان گئے؟ اس بدعتی نے فوراً بات بدل دی اور کہا کہ نہیں، بلکہ وہ لوگ یہ بات جانتے تھے، امام اُذرمی نے فرمایا:

---

[۱] کتاب کے مطبوع نسخوں میں اُدرمی ہی ہے، لیکن اس نام سے ان کی سوانح حیات موجود نہیں، غالباً یہ اُذرمی ہے جو جزیرہ میں نصیبین کی ایک بستی "اذرمہ" کی طرف نسبت ہے، جہاں سے ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن محمد بن اسحاق اذرمی نصیبی جزری کا تعلق ہے، آپ نے وکیع الجراح، سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمٰن بن مہدی وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے، جب کہ امام ابو داؤد، نسائی، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، ابن ابی الدنیا اور ابو یعلی موصلی وغیرہم آپ کے شاگرد ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے فتنۂ خلق قرآن کے سلسلے میں اذرمہ سے ایک شیخ کو بلایا جنہوں نے خلیفہ واثق کی موجودگی میں ابن ابی داؤد معتزلی سے مناظرہ کیا، کہا جاتا ہے کہ شیخ کا نام اُذرمی تھا۔ مسعودی وغیرہ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ "معجم البلدان" میں اُذرمہ کی بحث ملاحظہ کیجئے، یاقوت نے انہی اذرمی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہی ہیں جنہوں نے فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں احمد بن ابی داؤد معتزلی سے مناظرہ کر کے اسے خاموش ولاجواب کر دیا تھا۔

[۲] یہ شخص وہی احمد بن داؤد ہے جو معتزلہ کا مشہور قاضی اور فتنۂ خلق کا سرغنہ تھا، خلیفہ متوکل کے زمانہ میں اس پر فالج کا حملہ ہوا اور ۲۴۰ھ میں بغداد کے اندر اسی حالت میں مر گیا۔

Www.IslamicBooks.Website

تمہارے بقول جاننے کے باوجود کیا ان کے لیے یہ ممکن ہوا کہ اس بات کو بیان نہ کریں اور لوگوں کو اس کی طرف نہ بلائیں؟ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں ان کے لیے ممکن ہوا، امام صاحب نے فرمایا: جو بات رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین کے لیے ممکن تھی وہ تمہارے لیے ممکن نہیں؟ بدعتی سے پھر کوئی جواب نہ بن سکا اور خاموش ہو گیا۔ خلیفہ[1] اس مناظرہ میں موجود تھا وہ فوراً بول پڑا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ جس کے لیے کافی نہ ہو اللہ اس کے لیے کبھی وسعت وکشادگی پیدا نہ کرے، اور ایسے ہی وہ شخص جسے نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور راسخین علم کا طریقہ یعنی آیات صفات کی تلاوت کرنا، احادیث صفات کا پڑھنا اور انہیں ان کے ظاہری معنی پر محمول کرنا کافی نہ ہو اللہ اسے وسعت وفراخی سے محروم رکھے۔

---

[1] یہ خلیفہ واثق باللہ تھا جس کا نام ہارون بن محمد ہے، فتنۂ خلق قرآن کے سلسلہ میں اس نے کتنے لوگوں کو آزمائش میں ڈالا اور کتنے لوگوں کو قید کر کے ان کے عقیدے خراب کیے، ۲۳۲ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

Www.IslamicBooks.Website

جن آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ﴾ (الرحمٰن:۲۷)

"اور تیرے رب کا چہرہ [۱] باقی رہے گا۔

اور فرمایا:

﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ (المائدۃ:۶۴)

"بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں"۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے کہا:

﴿تَعْلَمُ مَافِي نَفْسِي وَلَآ أَعْلَمُ مَافِي نَفْسِكَ﴾ (المائدۃ:۱۱۶)

"جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے، مگر جو تیرے دل میں ہے میں نہیں جانتا۔

---

[۱] سلف صالحین کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے "وجہ" (چہرہ) ثابت ہے، لہٰذا اللہ کے شایان شان اس کے لیے "وجہ" کو ثابت ماننا ضروری ہے، بایں طور کہ اس کے معنی کو ظاہری مفہوم سے ہٹایا نہ جائے، نہ اسے بے معنی کیا جائے، نہ اس کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ مخلوق سے تشبیہ دی جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

نیز فرمایا: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ﴾ (الفجر:۲۲)

''اور آئے گا تیرا رب اور فرشتے قطار در قطار''۔

اور فرمایا: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرۃ:۲۱۰)

''کیا وہ اسی کا انتظار کرتے ہیں کہ آئے ان پر اللہ (ابر کے سائبانوں میں)

اور فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ (المائدۃ:۱۱۹)

''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

اور فرمایا: ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (المائدۃ:۵۴)

''اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں''۔

نیز کافروں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (الفتح:٦)

''اور اللہ ان پر غصہ ہوا۔

اور فرمایا:

﴿اتَّبَعُوا مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ﴾ (محمد:۲۸)

''وہ اس طریقہ پر چلے جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے''۔

Www.IslamicBooks.Website

نیز فرمایا: ﴿كَرِهَ اللّٰهُ انبِعَاثَهُمْ﴾ (التوبہ:۴۶)

"اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا۔

اور جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ ہے ان میں سے چند یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ینزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة إلى سماء الدنيا" [1]

ہمارا رب جو بلند وبابرکت ہے، ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے۔ نیز فرمایا:

"يعجب ربك من الشاب ليست له صبوة" [2]

'تمہارا رب اس نوجوان سے خوش ہوتا ہے جس کے اندر

---

[1] دیکھئے: مسند امام احمد ۲/ ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۸۲، ۴۱۹، ۴۸۷، ۵۰۴۔ و صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الدعاء والصلاۃ من آخر اللیل (۲۵/۳، ۲۶) و صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل (۷۵۸) و موطا مالک، کتاب القرآن، باب ماجاء فی الدعاء (۱/ ۲۱۴) و سنن ابی داؤد، کتاب السنہ، باب الرد علی الجہمیہ (۴۷۳۳) و جامع ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی نزول الرب عزوجل الی السماء الدنیا کل لیلہ (۴۴۶) و سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی ای ساعات اللیل افضل (۱۳۶۶) بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

[2] مسند احمد ۴/ ۱۵۱، و معجم طبرانی کبیر ۱۷/ ۳۰۹ بروایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، البتہ اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہیں جو ضعیف ہیں، حافظ سخاوی اپنی کتاب "المقاصد الحسنہ" میں »

Www.IslamicBooks.Website

میلان نفس نہ ہو۔

اور فرمایا:

"يضحك الله إلى رجلين قتل أحدهما الآخر ثم يدخلان الجنة"[۱]

"اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا پھر دونوں کے دونوں جنت میں داخل ہو گئے"

اور اسی طرح کی دیگر احادیث جو صحیح سند اور ثقہ راویوں سے

» فرماتے ہیں کہ تمام نے "فوائد" میں اور قضاعی نے اپنی مسند میں ابن لہیعہ سے بروایت ابو عشانہ، عقبہ بن عامر کی یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے۔ "ان الله ليعجب من الشاب الذى ليست له صبوة" امام سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح مسند احمد نیز مسند ابو یعلی (۲۸۹/۳) میں موجود ہے اور اس کی سند بھی حسن ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے استاذ یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے فتاویٰ میں ابن لہیعہ کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، سخاوی کہتے ہیں کہ ابو حاتم حضرمی کے "جزء" میں بروایت اعمش، ابراہیم نخعی کا یہ قول مروی ہے "كان يعجبهم ان لايكون للشباب صبوة" اسلاف اس بات سے خوش ہوتے تھے کہ نوجوان کے اندر میلان نفس نہ ہو۔

[۱] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد ويقتل (۲۹/۶، ۳۰) و صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الرجلین يقتل احدهما الآخر يدخلان الجنة (۱۸۹۰) و موطا مالک کتاب الجہاد، باب الشهداء في سبيل الله (۴۶۰/۲) و سنن نسائی کتاب الجہاد، باب اجتماع القاتل والمقتول فی سبیل اللہ (۳۸/۶) بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

Www.IslamicBooks.Website

مروی ہیں ان پر ہمارا ایمان ہے، ہم ان کی تردید یا انکار یا خلاف ظاہر تاویل نہیں کرتے، اور نہ ہی اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیتے ہیں، اور یقین کے ساتھ یہ جانتے ہیں کہ کوئی بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شبیہ و نظیر نہیں۔

﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ﴾ (الشوری:۱۱)

"اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے"۔

ہر وہ شکل جو دل میں کھٹکے یا ذہن اس کا تصور کرے اللہ تعالیٰ اس سے پاک و منزہ ہے۔

آیات صفات میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے:

﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ﴾ (طٰہٰ:۵)

"رحمٰن عرش پر مستوی ہوا"۔[1]

اور یہ ارشاد بھی: ﴿ءَأَمِنتُم مَّن فِي ٱلسَّمَآءِ﴾ (ملک:۱۶)

"کیا تم نڈر ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے"۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے اور اللہ نے قرآن مجید کے اندر متعدد مقامات پر اپنے مستوی عرش ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اور رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بھی:

"ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمانوں میں ہے، اے اللہ تیرا نام بزرگ ہے"۔ ؎۱

اور یہ حدیث بھی جس میں آپ نے لونڈی سے فرمایا تھا:

"اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: آسمان میں، آپ نے فرمایا: اسے آزاد کردو، یہ مومنہ ہے" اسے مالک اور مسلم نیز دیگر ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے۔ ؎۲

نیز رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث جس میں آپ نے حصین سے فرمایا تھا:

؎۱ مذکورہ حدیث ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ "من اشتکی منکم شیا او اشتکاه اخ له فلیقل: ربنا الله الذی فی السماء...." اس حدیث کو امام احمد نے مسند (۲۱/۶) میں روایت کیا ہے، البتہ اس کی سند میں جہالت اور ضعف ہے، ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو اپنی سنن میں کتاب الطب کے اندر (حدیث ۳۸۹۲ کے تحت) ذکر کیا ہے، اور حاکم نے مستدرک (۱/ ۳۴۴) میں۔ لیکن اس سند میں زیادہ ابن محمد انصاری ہیں جو متروک ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر "تقریب" میں ذکر کیا ہے، حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "تلخیص" (۱/ ۳۴۴) میں کہا ہے کہ امام بخاری وغیرہ نے زیادہ کو منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

؎۲ دیکھئے: مؤطا امام مالک ۲/ ۷۷۶، ۷۷۷۔ و صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ونسخ ماکان من اباحتہ (۵۳۷)

Www.IslamicBooks.Website

"تم کتنے معبود کی پرستش کرتے ہو؟ جواب دیا: سات معبودوں کی، چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں، آپ نے فرمایا: خوف ور جا کے وقت کس معبود کو پکارتے ہو؟ جواب دیا: جو آسمان میں ہے، آپ نے فرمایا: پھر زمین والے چھ معبودوں کو چھوڑ دو اور صرف آسمان والے کی عبادت کرو، اور میں تمہیں دو دعائیں بتاتا ہوں انہیں پڑھا کرو"۔

چنانچہ حصین اسلام لے آئے اور آپ نے انہیں یہ دعا سکھائی "اللھم الھمنی رشدی وقنی شر نفسی" [1] اے اللہ مجھے بھلائی کی راہ دکھا اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ رکھ۔

سابقہ آسمانی کتابوں میں نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کی جو نشانیاں مذکور ہیں ان میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ

---

[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں ابواب الدعوات، باب ۷۰ (۳۴۷۹) کے تحت روایت کیا ہے، البتہ اس کی سند میں شبیب بن شیبہ تمیمی منقری ہیں جو صدوق ہیں، لیکن حدیث میں انہیں وہم ہو جاتا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے "تقریب" میں ذکر کیا ہے، نیز اس سند میں حسن بصری ہیں جنہوں نے معنعن روایت کیا ہے۔ اس کے باوجود امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور اس سند کے علاوہ دوسرے طریق سے بھی یہ حدیث عمران بن حصین سے مروی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

سجدے زمین پر کریں گے، مگر ان کا اعتقاد یہ ہوگا کہ ان کا معبود آسمان میں ہے۔

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب "سنن" میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ اتنا اتنا ہے۔۔۔۔ پھر آخر میں فرمایا: اس کے اوپر عرش ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ [1]

یہ اور اس قسم کی دیگر صفات کی نقل وروایت نیز ان کی قبولیت اسلاف کرام کا اجماع ہے، انہوں نے ان صفات کی تردید یا تاویل یا تشبیہ و تمثیل کی کوشش نہیں کی۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ [2] سے سوال کیا گیا کہ اے

---

[1] دیکھئے: مسند احمد ۱/۲۰۶، ۲۰۷، وسنن ابی داؤد "کتاب السنہ" باب فی الجہمیہ (۴۷۲۳، ۴۷۲۴، ۴۷۲۵) وجامع ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورۃ الحاقہ (۳۳۱۷) وسنن ابن ماجہ، مقدمہ، باب فیما انکرت الجہمیہ (۱۹۳)، البتہ سند میں عبداللہ بن عمیرہ ہیں جو مجہول ہیں، اس کے باوجود امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے، ولید بن ابوثور نے اسی طرح سماک سے مرفوعاً روایت کیا ہے، نیز شریک نے اس حدث کا بعض حصہ سماک سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

[2] آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام مالک بن انس بن مالک اصبحی حمیری ہے اور امام دارالہجرت کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۹۳ھ میں مدینہ طیبہ میں ولادت ہوئی اور ۱۷۹ھ میں مدینہ ہی میں وفات پائی۔

Www.IslamicBooks.Website

ابو عبداللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ:۵)

"رحمٰن عرش پر مستوی ہوا"

تو کس طرح مستوی ہوا؟ امام مالک نے فرمایا: استواء معلوم ہے [۱] اور کیفیت غیر معقول ہے۔ [۲] اور اس پر ایمان لانا واجب ہے [۳] اور کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ پھر امام مالک نے حکم دیا اور سوال کرنے والے شخص کو مجلس سے نکال دیا گیا۔ [۴]

---

۱ یعنی "استواء" کا معنی معلوم ہے اور وہ ہے بلند ہونا۔

۲ یعنی اللہ کے مستوی ہونے کی کیفیت کا ادراک عقل سے باہر ہے۔

۳ اس پر ایمان لانا اس لیے واجب ہے کہ وہ کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

۴ تاکہ اس کی وجہ سے دوسرے لوگ اعتقاد کے معاملہ میں کسی فتنے کا شکار نہ ہوں۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل دوم

اللہ تعالیٰ کے کلام فرمانے کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ کلام فرماتا ہے اور اس کا کلام ازلی ہے۔[۱] اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا کلام سناتا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے براہ راست اللہ کا کلام سنا، ان کے علاوہ جبریل علیہ السلام اور دیگر انبیاء و ملائکہ جنہیں اللہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اس کا کلام سنا۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے کلام فرمائے گا اور وہ اس سے کلام کریں گے، نیز اللہ کی اجازت کے بعد وہ اس کے دیدار سے بھی مشرف ہوں گے۔[۲] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَىٰ تَكْلِيماً﴾ (النساء: ۱۶۴)

"اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا جس طرح کلام کیا جاتا ہے۔

---

[۱] یعنی کلام فرمانا اللہ کی ایک صفت ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "و کلم اللہ موسی تکلیما" اور موسیٰ سے کلام کیا جس طرح کلام کیا جاتا ہے۔

[۲] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام ترمذی نے اپنے جامع میں (حدیث نمبر ۲۵۵۲) »

Www.IslamicBooks.Website

دوسری جگہ فرمایا:

﴿قَالَ يٰمُوسَى إِنِّى أَصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِى وَبِكَلٰمِى﴾ (الاعراف:۱۴۴)

"اے موسیٰ میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کرلیا ہے اپنا پیغام بھیجنے کے لیے اور ہم کلام ہونے کے لیے۔

اور فرمایا:﴿مِنهُم مَّن كَلَّمَ اللّٰهُ﴾ (البقرۃ:۲۵۳)

"ان میں بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا"۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآءِ ى حِجَابٍ﴾ (الشوریٰ:۵۱)

"کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی (اشارے) کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے"۔

» اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں (حدث نمبر ۴۳۳۶) کے تحت روایت کیا ہے۔ البتہ اس کی سند میں عبد الحمید بن حبیب بن ابو العشرین ہیں جو اوزاعی کے کاتب تھے، یہ صدوق ہیں اور کبھی کبھی غلطی کر جاتے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ کاتب دیوان تھے اور صاحب حدیث نہ تھے۔ اسی وجہ سے امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب یعنی ضعیف بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ سوید بن عمرو نے اوزاعی سے روایت کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا:

﴿فَلَمَّآ أَتٰهَا نُودِيَ يٰمُوسَىٰٓ، إِنِّيٓ أَنَاْ رَبُّكَ﴾ (طٰہٰ:۱۱،۱۲)

"پھر جب آگ کے پاس پہنچے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ! میں ہی تیرا رب ہوں"۔

نیز فرمایا:

﴿إِنَّنِيٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِي﴾ (طٰہٰ:۱۴)

"بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس لیے میری ہی بندگی کر"۔

اور یہ قطعاً ناممکن ہے کہ یہ باتیں اللہ کے سوا کوئی اور کہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو آسمان والے (فرشتے) اس کی آواز سنتے ہیں، یہ حدیث نبی ﷺ سے مروی ہے۔[1]

---

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے تعلیقاً اور ابن مسعود پر موقوف ذکر کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں، "سمع اهل السمٰوات شيئا" کہ آسمان والے کچھ سنتے ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری کتاب »

Www.IslamicBooks.Website

عبداللہ بن انیس ۱؎ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو اس حالت میں جمع کرے گا کہ وہ برہنہ، ننگے پیر، غیر مختون اور خالی ہاتھ ہوں گے، پھر سب کو ایک آواز سے پکارے گا جس کو قریب اور دور والے سب یکساں طور پر سنیں گے، فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی بدلہ دینے والا ہوں"۔ اس حدیث کو ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے (باب کے تحت) بطور استشہاد ذکر کیا ہے۔ ۲؎

》 التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: "ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له" (۱۳/ ۳۸۱)، البتہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب فی القرآن (۴۷۳۸) کے تحت "سمع اهل السماء صلصلة...." کے الفاظ کے ساتھ موصولاً و مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کی سند بھی حسن ہے۔

۱؎ آپ کا پورا نام عبداللہ بن انیس جہنی اور کنیت ابو یحییٰ مدنی ہے، انصار میں بنو سلمہ کے حلیف تھے، ملک شام میں مشہور قول کے مطابق ۸۰ھ اور ایک ضعیف قول کے مطابق ۵۴ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ

۲؎ امام بخاری نے اس حدیث کو مختصراً اور تعلیقاً ذکر کیا ہے دیکھئے: صحیح بخاری ۱۳/ ۳۸۳، ۳۸۴۔ لیکن اسی حدیث کو امام احمد نے مسند ۳/ ۴۹۵ میں، ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور خود بخاری نے "الادب المفرد" میں عبداللہ بن محمد بن عقیل کے واسطہ سے جابر رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی دوسری سند بھی ہے جسے طبرانی نے "مسند شامیین" میں اور تمام نے "فوائد" میں ذکر کیا ہے، اور وہ حجاج بن دینار عن محمد بن منکدر عن جابر کی سند ہے۔ ایک تیسری سند بھی ہے جسے خطیب بغدادی نے "الرحلہ" میں ذکر کیا ہے، اور وہ ابو الجارود العنسی عن جابر کی سند ہے۔ بہر حال یہ حدیث حسن ہے، مزید دیکھئے: فتح الباری (۱/ ۱۵۸، ۱۵۹) باب الخروج فی طلب العلم و (۱۳/ ۳۸۳)

Www.IslamicBooks.Website

بعض آثار میں منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس رات آگ کو دیکھا تو آگ سے ڈر گئے، اللہ نے انہیں پکارا: اے موسیٰ! آواز سن کر موسیٰ علیہ السلام کو قدرے تسلی ہوئی اور جلدی سے کہا: حاضر، حاضر، تیری آواز سن رہا ہوں مگر تجھے دیکھ نہیں رہا ہوں، تم کہاں ہو؟ فرمایا: میں تیرے اوپر ہوں اور سامنے ہوں اور دائیں ہوں اور بائیں ہوں۔ موسیٰ سمجھ گئے کہ یہ صفات تو اللہ ہی کی ہو سکتی ہیں، فوراً بول پڑے کہ میرے معبود! تو یقیناً ایسا ہی ہے، لیکن کیا میں تیرا کلام سن رہا ہوں تیرے فرستادہ (فرشتے) کا؟ فرمایا: اے موسیٰ! تم میرا کلام سن رہے ہو۔[1]

---

[1] موسیٰ علیہ السلام سے متعلق آگ والی رات کا یہ قصہ مجھے کہیں نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم ویسے اس روایت میں اللہ کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں صحیح نصوص سے ان کا ثبوت نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل سوم

قرآن کریم کے بارے میں سلف کا عقیدہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کا ایک حصہ قرآن مجید بھی ہے، اور یہی اللہ کی کتاب مبین، حبل متین، صراط مستقیم اور اس کی نازل کردہ کتاب ہے، جسے جبریل امین۔ علیہ السلام۔ نے عربی زبان میں سید المرسلین، محمد ﷺ کے قلب پر نازل فرمایا تھا، یہ کلام جستہ جستہ اللہ کی طرف سے اترا ہے اور پھر اسی کی طرف لوٹ جائے گا، اور یہ مخلوق نہیں ہے، نیز یہ کلام محکم سورتوں، آیات بینات اور حروف و کلمات پر مشتمل ہے۔

جس نے اس کتاب قرآن مجید کو پڑھا اور اس میں غلطی نہیں کی تو ایک ایک حرف پر اسے دس دس نیکیاں ملیں گی۔ [1] اس کتاب کا اول ہے اور آخر ہے، اور پارے اور اجزاء ہیں، زبان سے

[1] یہ جملہ ایک ضعیف حدیث سے ماخوذ ہے جسے امام طبرانی نے "اوسط" میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآن کو درستگی کے ساتھ پڑھو، «

Www.IslamicBooks.Website

اس کی تلاوت ہوتی ہے اور کان اسے سنتے ہیں، یہ سینوں میں محفوظ اور مصاحف میں مکتوب ہے، نیز یہ محکم ومتشابہ، ناسخ ومنسوخ، خاص وعام اور امر و نہی پر مشتمل ہے۔

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَٰطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (فصلت:۴۲)۔

"اس پر نہ سامنے سے باطل آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے"۔

اور فرمایا:

﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (الاسراء:۸۸)

"کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے،

« جس نے قرآن پڑھا اور پڑھنے میں غلطی نہیں کی تو اسے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں، اس کے دس گناہ معاف ہوئے اور دس درجے بلند ہوئے"۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی تہشل بن سعید بن وردان الوردانی ہیں جو متروک ہیں، اور امام اسحاق بن راہویہ نے انہیں کذاب (جھوٹا) قرار دیا ہے، دیکھئے: (مجمع الزوائد ۷/ ۱۶۳)۔

Www.IslamicBooks.Website

چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہو جائیں۔
اور قرآن مجید ہی وہ عربی کتاب ہے جس کے بارے میں کفار نے کہا تھا:

﴿لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْءَانِ﴾ (سبا:۳۱)

"اس قرآن پر ہم ہرگز ایمان نہیں لا سکتے۔
اور بعض نے کہا تھا:

﴿إِنْ هَٰذَآ إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ (المدثر:۲۵) "یہ تو بشر کا کلام ہے"۔
جس کی تردید کرتے ہوئے اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿سَأُصْلِيهِ سَقَرَ﴾ (المدثر:۲۶)

"عنقریب میں ایسا کہنے والے کو جہنم میں جھونک دوں گا"۔
نیز بعض لوگوں نے قرآن کے شعر ہونے کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے تردید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا عَلَّمْنَٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِى لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْءَانٌ مُّبِينٌ﴾ (یس:۶۹)

"ہم نے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی شاعری اس کو زیب

Www.IslamicBooks.Website

دیتی ہے، یہ تو ایک نصیحت اور قرآن مبین (صاف پڑھی جانے والی کتاب) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب اس کتاب کے شعر ہونے کی نفی کر دی اور اس کا قرآن ہونا ہی ثابت فرما دیا، تو اب کسی صاحب عقل کے لیے کوئی شبہ باقی نہیں رہا کہ قرآن ہی وہ کتاب عربی ہے جو حروف و کلمات اور آیات بینات پر مشتمل ہے، کیونکہ انہی صفات کے حامل کلام کو شعر کہا جاتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ، وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۲۳)۔

"اور اگر تمہیں اس میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے سارے ہمنواؤں کو بلا لو۔ ظاہر ہے کسی ایسی چیز کی مانند لانے کا چیلنج نہیں دیا جا سکتا جو چیز عقل و ادراک سے باہر ہو۔ نیز فرمایا:

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُنَا بَيِّنَٰتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآئَنا ائْتِ بِقُرْءَانٍ غَيْرِ هَٰذَآ أَوْبَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَن أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَآيِ نَفْسِيٓ﴾(یونس:۱۵)

”جب انہیں ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ، یا اس میں ترمیم کردو۔ اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میرا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل کروں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ قرآن مجید ہی (میں) وہ آیات بینات ہیں جو لوگوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

﴿بَلْ هُوَ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ فِى صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾ (العنکبوت:۴۹) ”دراصل یہ آیات بینات ہیں ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم بخشا گیا ہے۔

اسی طرح قسم کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ، فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾(الواقعہ:۷۷-۷۹)

Www.IslamicBooks.Website

"یہ قرآن کریم ہے، ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے، جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا"۔

مزید فرمایا: ﴿كٓهيٰعٓصٓ﴾ (مریم:۱)

﴿حٰمٓ، عٓسٓقٓ﴾ (الشوری:۱)

اس طرح کل انتیس سورتوں کو حروف مقطعات سے شروع فرمایا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے قرآن پڑھا اور اس میں غلطی نہیں کی تو اسے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں۔[۱] اور جس نے قرآن پڑھا اور اس میں غلطی کی تو اسے ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملی"۔ یہ حدیث صحیح ہے۔[۲]

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:

---

[۱] اس حدیث کو امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۷/۱۶۳) میں معجم طبرانی اوسط کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے حاشیہ (۴۲)۔

[۲] مولف کا اس حدیث کو صحیح قرار دینا درست نہیں، معجم طبرانی اوسط میں یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: "قال رسول الله ﷺ من قرالقرآن فأعرب بعضا ولحن بعضا كتب له عشرون حسنة" جس نے قرآن پڑھا اور بعض درست پڑھا اور بعض میں غلطی کی تو اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ اس حدیث کی سند میں عبد الرحیم بن زید عمی ہیں جو متروک ہیں، دیکھئے: مجمع الزوائد ۷/۱۶۳۔

Www.IslamicBooks.Website

"قرآن پڑھو قبل اس کے کہ وہ لوگ آئیں جو اس کے حروف کو تو تیر کی مانند سیدھا کریں گے (خوب بنا سنوار کر تجوید کے ساتھ پڑھیں گے) مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ قرآن پڑھ کر دنیا کا فائدہ چاہیں گے اور آخرت کے ثواب سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے۔[۱]

ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ صحت و درستگی کے ساتھ قرآن پڑھنا ہمارے نزدیک اس کے بعض حروف یاد کر لینے سے اچھا ہے۔

نیز علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے قرآن کے ایک حرف کا بھی انکار کیا اس نے پورے قرآن کا انکار کیا۔

اسی طرح تمام مسلمان قرآن مجید کی سورتوں، آیتوں اور اس کے الفاظ و حروف کے شمار کرنے پر متفق ہیں، اور اس بات پر بھی کہ جس نے قرآن کی کسی سورت یا آیت یا لفظ یا کسی حرف تک کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔ اور یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ قرآن مجید حروف ہے۔

---

[۱] یہ حدیث حسن ہے، دیکھئے: مسند امام احمد ۳/۱۴۶، ۱۵۵ بروایت انس، و ۳/۳۵۷، ۳۹۷ بروایت جابر، و ۵/۳۳۸ بروایت سہل بن سعد ساعدی نیز دیکھئے: سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب ما یجزئ الامی والأعجمی من القراء (۸۳۱) بروایت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل چہارم

قیامت کے دن اہل ایمان کے اللہ کے دیدار سے مشرف ہونے کا بیان

اہل ایمان (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔[1] اس سے ملاقات کریں گے، ہم کلام ہوں گے اور اللہ ان سے کلام فرمائے گا، ارشاد ہے:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامہ:۲۲،۲۳)

"قیامت کے روز کچھ چہرے ترو تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اور فرمایا:

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (المطففین:۱۵)۔

"ہرگز نہیں، یقیناً یہ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم رکھے جائیں گے"۔

---

[1] یہاں پر قیامت کے دن دیکھنا مراد ہے، کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا محال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص بھی مرنے سے پہلے اللہ عزوجل کو نہیں دیکھ سکتا"۔ دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد (۲۹۳۱، ۱۶۹) ومسند احمد ۵/ ۳۲۴، وجامع ترمذی، حدیث (۲۲۳۶)۔

Www.IslamicBooks.Website

فاجروں کا اللہ کے دیدار سے بحالت غضب محروم رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ مومنین کو بحالت رضا اللہ کے دیدار کا شرف حاصل ہوگا، ورنہ اللہ کے دیدار کے سلسلہ میں مومنوں اور فاجروں کے درمیان کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کو دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی“ یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے۔[1]

اس حدیث میں جو تشبیہ دی گئی ہے وہ صرف دیکھنے سے متعلق ہے، دیکھی جانے والی چیز میں تشبیہ مقصود نہیں، کیونکہ اللہ کا کوئی شبیہ و نظیر نہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو: مسند احمد ۴/۳۶۰، ۳۶۲، ۳۶۵، و صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ: ”وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ“ (۱۳/۳۵۱، ۳۵۷) و صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظۃ علیہما (۶۳۳) و سنن ابی داؤد، کتاب السنہ، باب فی الرؤیۃ (۴۷۲۹) و جامع ترمذی، ابواب صفۃ الجنہ، باب ماجاء فی رؤیۃ الرب تبارک وتعالیٰ (۲۵۵۴) بروایت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل پنجم

قضاء وقدر کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے، اس کے ارادہ کے بغیر کسی شئے کا وجود نہیں، اور اس کی مشیت سے کوئی چیز باہر نہیں، کائنات کا ہر ذرہ اس کی تقدیر کے ماتحت اور اس کے حکم سے وجود پذیر ہوتا ہے، اس کی مقرر کردہ تقدیر سے کسی کو مفر نہیں اور لوح محفوظ میں جو لکھا جا چکا ہے اس سے آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں، کائنات میں لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب اللہ کے ارادہ سے ہے، وہ اگر بچانا چاہے تو لوگ اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے، اور اگر چاہے کہ سب اس کی اطاعت کریں تو سب کے سب اس کی اطاعت کریں گے۔ اس نے مخلوق کو اور ان کے افعال کو پیدا فرمایا ہے، اور ہر ایک کا رزق اور زندگی متعین کر دی ہے، جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے ہدایت

Www.IslamicBooks.Website

یاب کرتا ہے،اور جسے چاہتا ہے اپنی حکمت سے گمراہ کرتا ہے، فرمایا:

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ﴾(الانبیاء:۲۳)۔

"وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے آگے جوابدہ نہیں،اور سب جوابدہ ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّا كُلَّ شَىْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾(القمر:۴۹)

"یقیناً ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

مزید فرمایا:

﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾(الفرقان:۲)

"اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

نیز فرمایا:

﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِى الْأَرْضِ وَلَا فِى أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مِن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا﴾(الحدید:۲۲)

"کوئی مصیبت ایسی نہیں جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (نوشتۂ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا:

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلإِسْلَامِ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ (الانعام:۱۲۵)

"جسے اللہ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ فرماتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے۔

نیز ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور بھلی اور بری تقدیر (کے اللہ کی طرف سے ہونے) پر ایمان لاؤ"۔

یہ جواب سن کر جبرئیل نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔[1]

---

[1] دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان باثبات قدر اللہ تعالیٰ (حدیث ۸) بروایت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

Www.IslamicBooks.Website

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہر تقدیر پر میں ایمان لایا، خواہ وہ بھلی ہو یا بری، پسند ہو یا ناپسند" [1]

نیز رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی ہے جسے آپ نے اپنے نواسے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو قنوت وتر میں پڑھنے کے لیے سکھایا تھا: "وقنی شر ماقضیت" [2] یعنی اے اللہ! تو نے جو فیصلہ فرما دیا ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ کے احکامات پر عمل نہ کرنے اور محرمات و منہیات کا ارتکاب کرنے کے لیے ہم قضا و قدر و بہانہ

---

[1] امام ہیثمی اپنی کتاب "مجمع الزوائد" (۱/۴۱) میں لکھتے ہیں کہ طبرانی نے معجم کبیر میں معتبر سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "الایمان ان تومن باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ والجنۃ والنار والقدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ من اللہ" یعنی ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، جنت و جہنم پر اور تقدیر پر ایمان لاؤ کہ بھلی و بری اور پسند و ناپسند تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی "صحیح" (۱۶) میں نیز دار قطنی وغیرہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، اور یہ حدیث صحیح ہے۔

[2] سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی الوتر (۱۴۲۵، ۱۴۲۶) و جامع ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی القنوت فی الوتر (۴۶۴) و سنن نسائی، کتاب قیام اللیل، باب الدعاء فی الوتر (۳/۲۴۸) نیز دیکھئے مسند امام احمد، طبرانی اور سنن بیہقی، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

نہیں بناتے، بلکہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کر کے اور رسولوں کو مبعوث فرما کر ہم پر حجت تمام کر دی ہے۔ فرمایا:

﴿لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (النساء:۱۶۵)

"تاکہ رسولوں کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے"۔

ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کام کے کرنے یا کسی کام سے باز رہنے کا جو حکم دیا ہے، وہ اس بنیاد پر دیا ہے کہ بندے کے اندر حکم بجالانے کی طاقت موجود ہے، اللہ نے کسی کو معصیت پر، یا ترک اطاعت پر مجبور نہیں کیا ہے، فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:۲۸۶)

"اللہ کسی نفس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔

اور فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:۱۶)

"اللہ سے ڈرو جتنا تم میں طاقت ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

نیز فرمایا:

﴿اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ﴾ (المومن:۱۷)

"آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کی تھی، آج کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا"۔

مذکورہ آیت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ بندے کا اپنا عمل اور اپنی کمائی ہے جس پر اسے اچھے عمل کا اچھا، اور برے عمل کا برا بدلہ دیا جائے گا اور یہ سارے اعمال اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل ششم

ایمان کی حقیقت

زبان سے اقرار کرنے، دل میں پختہ یقین رکھنے اور ارکان اسلام پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے، جو نیکیوں سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعْبُدُواْ اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُواْ الزَّكَوٰةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینۃ:۵)

"اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی درست دین ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی، اخلاص نیت، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کو دین قرار دیا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایمان کے تہتر سے زائد درجے ہیں، سب سے اعلیٰ درجہ

Www.IslamicBooks.Website

اللہ کے معبود برحق ہونے کی شہادت دینا، اور سب سے ادنیٰ درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے"۔ ۱

اس حدیث میں آپ ﷺ نے قول و عمل دونوں کو ایمان قرار دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ (التوبہ: ۱۲۴)

"یعنی جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں ہر نازل ہونے والی سورت نے اضافہ ہی کیا ہے۔

مزید فرمایا:

﴿لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا﴾ (الفتح: ۴)

"یعنی وہ اللہ ہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی تا کہ اپنے ایمان کے ساتھ وہ اور ایمان بڑھا لیں۔

---

۱ اس حدیث کو بخاری نے مختصر اور مسلم نے مطولاً روایت کیا ہے، دیکھئے: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان (۱/ ۴۸، ۴۹) و صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلہا (۳۵)، اس حدیث کا آخری ٹکڑا "والحیاۃ شعبۃ من الایمان" ہے۔ دیکھئے: فتح الباری (۱/ ۴۹) ایمان کی شاخوں کا بیان۔ مکمل تخریج کے لیے میری تحقیق کے ساتھ شائع شدہ کتاب "مختصر شعب الایمان" کی طرف رجوع کریں۔

Www.IslamicBooks.Website

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر وہ شخص جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے دنیا میں "لا الہ الا اللہ" پڑھا ہو گا، اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر، یا رائی کے برابر[1]، یا ذرہ کے برابر بھی ایمان ہو گا۔[2]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمان کے متعلق جو ارشاد فرمایا اس سے بھی ایمان کے کم و بیش یا چھوٹے اور بڑے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

---

[1] کہا جاتا ہے کہ چار ذرے ایک رائی کے برابر ہوتے ہیں۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان و نقصانہ (۹۶/۱، ۹۷) و کتاب التوحید، باب کلام الرب یوم القیامہ (۳۹۶/۱۳) و صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنہ منزلہ فیہا (۱۹۳، ۳۲۵) نیز صحیح مسلم کی مذکورہ کتاب و باب میں (۱۹۳، ۳۲۶) یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن کہا جائے گا: "انطلق فمن كان فى قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجه من النار" جاؤ اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال لو۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل ہفتم

امورغیب پر ایمان لانے کا بیان

نبی ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ہے اگر وہ صحیح سند سے ثابت ہوں تو ان پر ایمان لانا واجب ہے، خواہ ان باتوں کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو یا نہ دیکھا ہو، ان واقعات کے برحق اور سچے ہونے پر ہمارا یقین ہے، چاہے ہماری سمجھ میں وہ آئیں یا نہ آئیں، اور چاہے ہم ان کی حقیقت سے واقف نہ ہو سکیں۔ مثلاً اسراء ومعراج کا واقعہ، جو حالت بیداری میں پیش آیا تھا اور قریش نے جس کو ناممکن سمجھ کر انکار کر دیا تھا، حالانکہ وہ خواب کے منکر نہ تھے۔ اسی طرح یہ واقعہ کہ ملک الموت جب موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لیے ان کے پاس پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے ایسا طمانچہ رسید کیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی، فرشتہ اللہ کے پاس واپس گیا تو اللہ نے اس کی آنکھ لوٹا دی۔[1]

---

[1] یہ حدیث صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب وفاۃ موسیٰ (۶/۳۱۵،۳۱۶) میں، صحیح مسلم »

Www.IslamicBooks.Website

(۷۲ ۲۳، ۷ ۱۵) میں نیز مسند احمد ۲ / ۳۱۵، ۳۵۱ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے موقوف اور مرفوع دونوں طرح سے مروی ہے، علامہ شیخ احمد شاکر۔ رحمہ اللہ۔ "مسند" کے اندر حدیث (۷۶۳۴) کی تعلیق میں لکھتے ہیں کہ: اس حدیث کو ابن حبان نے "ذکر خبر شنع بہ علی منتحلی سنن المصطفیٰ ﷺ من حرم التوفیق لادراک معناہ" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، اور پھر اس کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بندوں کے لیے معلم بنا کر اور اپنی مراد کو بیان کرنے والا بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچایا اور اللہ کی آیات کو مجمل و مفصل ہر طریقہ سے بیان فرمایا، اور آپ کے صحابہ نے آپ کے پیغام اور بیان کو سمجھا۔

مذکورہ حدیث بھی ان احادیث میں سے ہے جن کا سمجھ میں آنا اہل حق کی استطاعت سے باہر نہیں، اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کا امتحان لینے کے لیے یہ حکم دے کر ان کے پاس بھیجا کہ اب اپنے رب کے پاس چلئے، اس حکم سے حقیقت مقصود نہ تھی بلکہ صرف امتحان مطلوب تھا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لینے کے لیے انہیں بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا تھا، اس حکم سے بھی حقیقت مقصود نہ تھی بلکہ صرف امتحان مطلوب تھا، چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو قربان کرنے کا عزم مصمم کر کے اسے پیشانی کے بل گرادیا تو اللہ نے ایک بڑی قربانی (دنبہ) فدیہ میں دے کر بچہ کو بچالیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو انبیاء علیہم السلام کے پاس ایسی شکلوں میں بھیجا جو ان کے نزدیک غیر معروف تھیں، مثلاً ملائکہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ انہیں پہچان نہ سکے اور ڈر گئے، جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ایمان، اسلام اور احسان کے بارے میں سوالات کئے اور ان کے واپس جانے کے بعد آپ کو پتہ چلا کہ یہ جبرئیل تھے۔ اسی طرح ملک الموت جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو اس شکل میں نہیں آئے جسے موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے، موسیٰ بڑے غیر تمند تھے، جب انہوں نے اپنے گھر میں اجنبی شخص کو دیکھا تو اسے طمانچہ رسید کردیا، جس کے نتیجہ میں اس (فرشتہ) کی موجودہ شکل کے اعتبار سے آنکھ پھوٹ گئی، لیکن اس کی یہ فطری شکل نہ تھی۔

Www.IslamicBooks.Website

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں نبی اکرم ﷺ کی یہ صریح حدیث موجود ہے، آپ نے فرمایا: "جبرئیل نے بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ مجھے نماز پڑھائی" پھر اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبرئیل نے کہا "یہ (نمازوں کے لیے) آپ کا وقت ہے اور آپ سے پیشتر انبیاء کا بھی"۔ اس حدیث میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ ہماری شریعت بعض امور میں سابقہ شریعتوں کے موافق ہو سکتی ہے۔ ہماری شریعت میں یہ بات شامل ہے کہ بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے والے یا جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے میں کوئی حرج یا گناہ نہیں، جیسا کہ اس بارے میں بے شمار احادیث مروی ہیں، جنہیں ہم نے اپنی مختلف کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ اس لیے عین ممکن ہے کہ یہی بات موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی رہی ہو، یعنی بلا اجازت گھر میں گھسنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے کی اجازت رہی ہو، اور اسی کے مطابق موسیٰ نے اس اجنبی کی آنکھ پھوڑ دی ہو۔ پھر جب ملک الموت اللہ کے حضور واپس گئے اور موسیٰ کے ساتھ پیش آمدہ سارا ماجرا سنایا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرا امتحان لینے کے لیے ملک الموت کو یہ حکم دے کر موسیٰ کے پاس بھیجا کہ ان سے کہو: اگر آپ ابھی زندہ رہنا چاہتے ہیں تو بیل کی پشت پر ہاتھ رکھئے، ہاتھ کے نیچے جتنے بال ہوں گے ہر بال کے بدلے ایک سال کی مہلت ہو گی۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ یہ تو ملک الموت ہیں جو اللہ کی طرف سے موت کا پیغام لے کر آئے ہیں، تو خوشی کے ساتھ اس پیغام کو قبول کر لیا اور کوئی مہلت نہیں مانگی، بلکہ کہا ابھی روح قبض کرو۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کو پہلی مرتبہ ہی یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ یہ ملک الموت ہیں تو ضرور ان کا رویہ وہی ہوتا جو دوسری مرتبہ معلوم ہو جانے پر تھا۔ (اس طرح یہ واقعہ عقل سلیم بڑی آسانی سے قبول کر لیتی ہے) برخلاف ان لوگوں کے جو اپنی ناقص عقل اور الٹی رائے پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اصحاب حدیث کی مثال تو لکڑی ڈھونے والوں کی ہے، وہ رطب ویابس سب کچھ اکٹھا کر لیتے ہیں وہ روایتیں جمع کر لیتے ہیں جن سے کوئی فائدہ نہیں، وہ احادیث بیان کرتے ہیں جن پر کوئی اجر وثواب نہیں، اور ایسی باتیں کہتے ہیں جن کی خود اسلام ہی سے تردید ہوتی ہے ایسی بکواس کرنے والے احادیث و آثار کے علم سے بے بہرہ اور ان کے معانی سے قطعاً نابلد ہیں۔ دیکھئے فتح الباری ۶/۳۱۵ تا ۳۱۷۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح علامات قیامت پر ایمان لانا واجب ہے، مثلاً دجال کا ظاہر ہونا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اتر کر اس کو قتل کرنا[1] یاجوج وماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا نمودار ہونا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، اور اسی قسم کی دیگر نشانیاں جو صحیح سند سے ثابت ہیں۔

ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ قبر کی نعمت و آسائش اور قبر کا عذاب برحق ہے، نبی ﷺ نے عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کی ہے، اور مسلمانوں کو بھی ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔[2]

اسی طرح قبر کا امتحان و آزمائش برحق ہے، منکر و نکیر کا سوال

---

[1] عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے جیسا کہ صحیح مسلم میں کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) کے تحت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حدیث کے الفاظ ہیں: "فیطلبه حتی یدرکه بباب لدفیقتله" عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ "باب لد" کے پاس پا کر اسے قتل کر دیں گے۔

[2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تشہد میں بیٹھے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے، یوں دعا کرے "اللهم انی اعوذبك من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحيا والممات ومن شرفتنة المسيح الدجال" اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی و موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے، دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب مایستعاذ منہ فی الصلاۃ (۵۸۸) وسنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب مایقول بعد التشہد (۹۸۳) وسنن نسائی، کتاب السہو، باب نوع آخر من التعوذ فی الصلاۃ (۳/۵۸)۔

Www.IslamicBooks.Website

کرنا برحق ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بھی برحق ہے، جب اسرافیل علیہ السلام سور پھونکیں گے، ارشاد ہے:

﴿فَإِذَاهُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ﴾ (یٰس:۵۱)

"یعنی صور پھونکا جائے گا اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے"۔

قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، برہنہ جسم، خالی ہاتھ اور غیر مختون حالت میں اٹھائے جائیں گے اور میدان محشر میں جمع ہوں گے، ہمارے نبی ﷺ حساب وکتاب شروع ہونے کے لیے اللہ سے سفارش کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کا محاسبہ فرمائے گا، کچہری لگے گی، میزان نصب کئے جائیں گے اور لوگوں کے عمل کے مطابق ان کے اعمال نامے ان کے دائیں یا بائیں ہاتھوں میں ملتے چلے جائیں گے۔

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ، فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا، وَيَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا، وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ وَرَآءَ ظَهْرِهِ، فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا، وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا﴾ (الانشقاق:۷۔۱۲)

Www.IslamicBooks.Website

”پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا، اور جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔

میزان کے دو پلڑے ہیں اور درمیان میں ایک زبان (کانٹا) ہے، جس کے ذریعہ بندوں کے اعمال تولے جائیں گے۔

﴿فَمَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ، وَمَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ فِى جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ﴾

(المؤمنون: ۱۰۲، ۱۰۳)

”پھر جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے“۔

ہماری نبی محمد ﷺ کو قیامت کے دن کے لیے ایک حوض عطا کیا گیا ہے جس کا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا ہے، اور ستاروں کی گنتی کے برابر اس میں آبخورے ہیں، جسے اس حوض سے ایک گھونٹ

Www.IslamicBooks.Website

پانی میسر ہو جائے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ محسوس ہو گی۔[1]

اسی طرح پل صراط بھی برحق ہے، نیک لوگ اسے پار کر جائیں گے اور بدکار پھسل کر جہنم رسید ہو جائیں گے، رسول اللہ ﷺ اپنی امت میں سے اہل کبائر کے لیے شفاعت فرمائیں گے، چنانچہ اہل کبائر آگ میں جل کر کوئلہ ہو جانے کے بعد آپ کی سفارش کے بعد جہنم سے نکالے جائیں گے، اور پھر آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔[2] اسی طرح دیگر

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض (۱۱/ ۴۰۹ تا ۴۱۲) اور صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاتہ (۲۲۹۲) میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: "حوضي مسيرة شهر، ماؤه أبيض من اللبن وريحه أطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء، من شرب منه فلا يظمأ أبدا" میرے حوض کا رقبہ ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، خوشبو مشک سے بہتر اور آبخورے آسمان کے تاروں کے برابر ہیں، جو اس حوض سے پیئے گا اسے کبھی بھی پیاس محسوس نہیں ہو گی۔ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: "ماؤه أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل" اس حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

[2] شفاعت کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث بخاری و مسلم وغیرہ میں مروی ہیں، سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لیے ہو گی"۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

انبیاء مومنین اور ملائکہ کو بھی شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾ (الانبیاء:۲۸)

"اور وہ کسی کے لیے شفاعت نہیں کرتے سوائے اس کے جس کے حق میں شفاعت قبول کرنے پر اللہ راضی ہو، اور وہ خود اللہ کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔ کافر کے لیے کسی کی بھی شفاعت کارگر نہیں ہو گی۔

ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ جنت اور جہنم اللہ کی دو مخلوق ہیں جو کبھی فنا نہیں ہوں گی، جنت اللہ کے نیک بندوں کی آرام گاہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور جہنم الہ کے دشمنوں اور نافرمانوں کا ٹھکانہ ہے۔

﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَلِدُونَ، لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ﴾ (الزخرف:۷۴،۷۵)

"بیشک مجرمین ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے، کبھی ان

Www.IslamicBooks.Website

کے عذاب میں کمی نہ ہو گی، اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔

قیامت کے دن موت کو ایک چتکبڑے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت اور جہنم کے درمیان اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر یہ منادی کر دی جائے گی کہ ''اے جنتیو! جنت میں ہمیشہ کی زندگی ہے، اب اس کے بعد موت نہیں، اے جہنمیو! جہنم میں ہمیشہ کی زندگی ہے، اب اس کے بعد موت نہیں''۔[1]

---

[1] دیکھئے: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ عزوجل '' وانذرھم یوم الحسرۃ'' (۳۲۵/۸) و صحیح مسلم، کتاب صفۃ الجنہ، باب النار یدخلھا الجبارون (۲۸۴۹) بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل ہشتم

متفرق اعتقادی مسائل کا بیان

ہمارا ایمان ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں، آپ کی رسالت پر ایمان لائے اور نبوت کی شہادت دیئے بغیر کسی شخص کا ایمان درست نہیں ہو سکتا، قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے بعد ہی لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوگا، اور آپ کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں جائے گی، لواء الحمد آپ کے دست مبارک میں ہوگا، آپ ہی مقام محمود اور حوض کوثر سے نوازے جائیں گے، آپ تمام نبیوں کے امام وخطیب ہوں گے اور ان کے لیے تبلیغ رسالت کی گواہی دیں گے، آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر اور آپ کے صحابہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اصحاب سے افضل ہیں، آپ کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں، پھر علی الترتیب عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰ ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جیسا کہ

Www.IslamicBooks.Website

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہم اس طرح کہتے تھے: ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی اور آپ کو اس بات کی اطلاع ہوتی تھی لیکن آپ نکیر نہیں فرماتے تھے۔[1]

علی رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر، اور چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بتادوں۔[2]

---

[1] اصل کتاب میں اسی طرح ہے: "ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی.... "ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد (۹/۵۸) میں اسی طرح روایت کیا ہے اور معجم طبرانی کبیر، معجم طبرانی اوسط اور مسند ابو یعلی کا حوالہ دیا ہے، لیکن سنن ابی داود، کتاب السنہ، باب فی التفضیل)۴۶۲۸) میں اور جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب ۵۸ (۳۷۰۷) میں یہ حدیث صرف لفظ "عثمان" تک مروی ہے (یعنی علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اس میں نہیں ہے)، صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ (۷/۱۴) میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: "كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله ﷺ فنخير ابابكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم" رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم لوگوں کا انتخاب کرتے تھے چنانچہ ابو بکر کو منتخب کرتے، پھر عمر کو، پھر عثمان کو۔ رضی اللہ عنہم۔

[2] اس روایت کو امام سیوطی نے "جامع کبیر" میں علی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے "خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر وعمر" اس امت میں نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکر اور عمر ہیں، سیوطی نے اس حدیث کے لیے تاریخ ابن عساکر کا حوالہ بھی دیا ہے اور اس کا موقف ہونا صحیح بتایا ہے، نیز سیوطی نے تاریخ حاکم کے حوالہ سے علی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے "خير امتي بعدي ابوبكر وعمر" میرے بعد

Www.IslamicBooks.Website

نیز ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انبیاء ورسل کے بعد ابو بکر سے افضل کوئی شخص نہیں جس پر سورج طلوع ہوا ہو یا غروب ہوا ہو“۔ [1]

نبی ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار تھے، کیونکہ امت میں وہ سب سے افضل اور

» میری امت میں سب سے افضل ابو بکر وعمر ہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل ابی بکر (۲۶/۷) کے تحت محمد بن الحنفیہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: عمر، حالانکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں عثمان کا نام نہ لے لیں، میں نے کہا عمر کے بعد پھر کون آپ ہیں؟ فرمایا: میں کیا ہوں، میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔ دار قطنی میں ابوجحیفہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: اگر چاہوں تو تمہیں عمر کے بعد سب سے افضل شخص کا نام بتادوں۔ میں نہیں جانتا کہ اپنا نام ذکر کرنے میں انہوں نے شرم محسوس کی یا حدیث میں مشغول ہوگئے۔

[1] اس حدیث کو ابو نعیم نے اپنی کتاب ”الحلیہ“ (۳۰۱/۱۰) میں روایت کیا ہے، البتہ اس کی سند میں اسماعیل بن یحیی تیمی ہیں جو کذاب ہیں۔ ہیثمی نے ”مجمع الزوائد“ (۴۳/۹، ۴۴) میں اسی معنی کی ایک روایت جابر بن عبد اللہ سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابودرداء کو ابو بکر کے آگے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا: ”ابودرداء! تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو کہ انبیاء کے بعد اس سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا“؟ چنانچہ اس دن سے ابودرداء کبھی بھی ابو بکر کے آگے نہیں چلے ہیثمی نے دونوں روایتیں طبرانی کی جانب منسوب کی ہیں۔ پہلی روایت میں اسماعیل بن یحیی تیمی ہیں جو کذاب ہیں اور دوسری روایت میں بقیہ ہیں جو مدلس ہیں، دیکھئے: محب طبرانی کی کتاب ”الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ“ ابو بکر کی فضیلت کا بیان۔

Www.IslamicBooks.Website

سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں، نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے اپنی زندگی میں انہی کو آگے بڑھایا تھا، نیز ان کو آگے بڑھانے اور ان کی خلافت پر بیعت کرنے پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا، اور اللہ تعالیٰ صحابہ کی مقدس جماعت کو ضلالت پر اکٹھا نہیں کر سکتا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلاف کے سب سے زیادہ حقدار عمر رضی اللہ عنہ تھے، کیونکہ خلیفۂ اول کے بعد صحابہ میں وہ سب سے افضل تھے، نیز خلیفۂ اول نے انہیں خلافت کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلاف کے سب سے زیادہ حقدار عثمان رضی اللہ عنہ تھے، کیونکہ خلیفۂ دوم کے بعد (وہ صحابہ میں سب سے افضل تھے نیز) مجلس شوریٰ نے انہی کو خلافت کے لیے منتخب کیا تھا۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار علی رضی اللہ عنہ تھے، کیونکہ خلیفۂ سوم کے بعد وہ صحابہ میں سب سے افضل تھے اور امت مسلمہ کا ان کے خلیفہ بنائے جانے کا

Www.IslamicBooks.Website

متفقہ فیصلہ تھا۔

یہی چاروں خلیفہ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں، جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

"تم میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اپناؤ، اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو"[۱]

نیز فرمایا تھا:

"میرے بعد خلافت تیس (۳۰) سال تک رہے گی"۔[۲]

چنانچہ خلیفۂ چہارم علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اس حدیث میں مذکور خلافت کا آخری زمانہ تھا۔

صحابہ میں سے "عشرہ مبشرہ" کے جنتی ہونے کی ہم شہادت

---

[۱] اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے، دیکھئے حاشیہ (۱۴)۔

[۲] دیکھئے: مسند امام احمد ۵/ ۲۲۰،۲۲۱)، وسنن ابی داوٗد، کتاب السنہ، باب فی الخلفاء (۴۶۴۶، ۴۶۴۷) وجامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی الخلافہ (۲۲۲۷) بروایت سفینہ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اس کو سعید بن جمہان سے ایک سے زائد لوگوں نے روایت کیا ہے اور اسے ہم سعید بن جمہان ہی کے واسطہ سے جانتے ہیں؟ اس باب میں عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: خلافت کے تعلق سے نبی ﷺ نے کوئی عہد نہیں لیا۔ میری رائے میں بھی مذکورہ حدیث حسن ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

دیتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، فرمایا:

"ابو بکر جنت میں ہوں گے، عمر جنت میں ہوں گے، عثمان جنت میں ہوں گے، علی جنت میں ہوں گے، طلحہ جنت میں ہوں گے، زبیر جنت میں ہوں گے، سعد جنت میں ہوں گے، سعید جنت میں ہوں گے، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہوں گے، اور عبیدہ بن الجراح جنت میں ہوں گے"[1]

عشرہ مبشرہ کے علاوہ بھی جن صحابہ کے جنتی ہونے کی رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی ہے ہم ان کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں، مثلاً حسن اور حسین کے بارے میں آپ نے فرمایا:

"یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں"۔[2]

---

[1] جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب احد العشرۃ المبشرین بالجنۃ (۳۷۴۸) بروایت عبدالرحمٰن بن عوف، امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث اسی طرح سعید بن زید کے واسطہ سے بھی نبی ﷺ سے مروی ہے، اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، سنن ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث سعید بن زید ہی کے واسطہ سے مروی ہے، اور یہ حدیث صحیح ہے۔

[2] جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین (۳۷۷۱)، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے، میری رائے میں بھی یہ حدیث صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح ثابت بن قیس کے بارے میں فرمایا:

"یہ جنتیوں میں سے ہیں"۔ [۱]

رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کے جنتی یا جہنمی ہونے کی خبر دی ہے ان کے علاوہ اہل قبلہ میں سے کسی بھی شخص پر ہم اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگاتے، بلکہ نیکو کاروں کے لیے اللہ کی رحمت کی امید رکھتے اور بروں کے لیے اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، اہل قبلہ میں سے محض گناہ کی وجہ سے ہم کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اور نہ ہی کسی عمل کے سبب اسے دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ حج اور جہاد کا حکم ہر امام کے ساتھ باقی ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا برا، اسی طرح ان کے پیچھے جمعہ کی نماز بھی درست ہے، انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[۱] دیکھئے: مسند امام احمد ۳/۱۳۷ و صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ (۶/۶۲۵، ۴۵۷) و صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مخافۃ المومن ان یحبط عملہ (۱۱۹)

Www.IslamicBooks.Website

"تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں: (پہلی بات یہ ہے کہ) کلمہ گو سے ہاتھ روک لیا جائے، کسی گناہ کی وجہ سے اسے کافر نہ قرار دیا جائے، نہ ہی کسی عمل کے سبب اسے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے، اور (دوسری بات یہ ہے کہ) جب سے اللہ عزوجل نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس وقت سے لے کر جہاد کا فریضہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ میری امت کے آخری لوگ دجال سے قتال نہ کر لیں، کسی ظالم کا ظلم، یا کسی انصاف پرور کا انصاف اس فریضہ کو ختم نہیں کر سکتا، اور (تیسری بات یہ ہے کہ) تقدیر پر ایمان رکھا جائے" اسے ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔[1]

سنت پر عمل کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت رکھی جائے، ان کے محاسن بیان کیے جائیں، ان کے لیے اللہ سے رحمت و بخشش کی دعا کی جائے، ان کی شان میں کوئی نازیبا بات نہ کہی جائے، اور ان کے مابین جو اختلافات ہوئے ان کے

---

[1] دیکھئے: سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد، باب فی الغزو مع ائمۃ الجور (۲۵۳۲) لیکن اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس میں یزید بن ابی نشبہ ہیں جو مجہول ہیں، ویسے اس حدیث کا معنی صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، ساتھ ہی ان کے افضل امت ہونے کا اعتقاد رکھا جائے اور سبقت اسلام کی فضیلت کا اعتراف واقرار کیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَآءُوا مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِى قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟﴾ (الحشر:١٠)

”اور (مال فے ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ“۔

دوسری جگہ فرمایا:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح:٢٩)

”محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم“۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Www.IslamicBooks.Website

"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، تم میں کا کوئی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو ان کے ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا"۔ [۱]

سنت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات جو تمام مومنوں کی ماں اور ہر عیب سے پاک و منزہ ہیں، ان کے لیے اللہ کی رضا وخوشنودی کی دعا کی جائے۔ رضی اللہ عنہن۔ ازواج مطہرات میں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور عائشہ صدیقہ ہیں، وہی عائشہ جن کی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے براءت نازل فرمائی، اور جو دنیا میں بھی رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں اور آخرت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گی۔ قرآن مجید میں ان کے براءت نازل ہو جانے کے بعد اگر کوئی انہیں متہم کرے تو وہ کافر

---

[۱] حدیث کا مطلب یہ ہے کہ غیر صحابی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس ثواب کو نہیں پہنچ سکتا جو صحابہ کے ایک مد یا نصف مد خرچ کرنے پر اللہ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے اندر کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ "لو کنت متخذا خلیلا" (۷/۲۷،۲۸) میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب فضائل الصحابۃ باب سب الصحابہ رضی اللہ عنہم (۲۵۴۱) کے تحت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔ معاویہ تمام مومنوں کے ماموں [1] کاتب وحی اور مسلم خلفاء میں سے ہیں، رضی اللہ عنہم۔

سنت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے ائمہ اور حکام کی سمع وطاعت کی جائے، خواہ وہ اچھے ہوں یا برے، بشرطیکہ اللہ کی معصیت کا حکم نہ دیں، اللہ کی معصیت ونافرمانی کے لیے کسی کی بات نہیں تسلیم کی جائے گی۔

جو شخص مسلمانوں کا خلیفہ منتخب ہو گیا اور لوگوں نے بخوشی اسے تسلیم کرلیا، یا کوئی تلوار کے زور سے خلیفہ بن بیٹھا اور امیر المومنین کہلانے لگا تو اس کی اطاعت واجب ہو گئی، اب اس کی مخالفت کرنا یا اس کے خلاف بغاوت کرنا یا لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا جائز نہیں۔

---

[1] معاویہ تمام مومنوں کے ماموں اس معنی میں ہیں کہ وہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے بھائی تھے، ام حبیبہ کا نام رملہ بنت صخر بن حرب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو یہ اس وقت حبشہ میں تھیں اور نجاشی نے اپنی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا تھا۔ ام حبیبہ کی ۴۴ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہا۔ اسی اعتبار سے معاویہ مومنوں کے ماموں ہوئے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "منہاج السنہ" میں علماء کا اختلاف ذکر کیا ہے کہ امہات المومنین کے بھائیوں کو مومنوں کے ماموں کہا جائے گا یا نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

سنت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اہل بدعت سے اجتناب کیا جائے، ان سے مفارقت اختیار کی جائے، امور دین میں ان سے جدل وجدال نہ کیا جائے، ان کی کتابیں نہ پڑھی جائیں اور ان کی گفتگو نہ سنی جائے۔ دین کے اندر ایجاد کیا گیا ہر نیا کام بدعت ہے، اور اسلام اور سنت کے علاوہ کسی اور نام کی طرف منسوب ہونے والا بدعتی ہے، مثلاً رافضہ، جہمیہ، خوارج، قدریہ، مرجئہ، معتزلہ، کرامیہ اور کلابیہ[1] وغیرہ۔ یہ سب کے سب گمراہ اور بدعتی فرقے ہیں، اللہ تعالیٰ ان

---

[1] رافضہ کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ابو بکر اور عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ سے اپنی براءت کا اعلان کر دیجئے تاکہ ہم آپ کے ساتھ ہو جائیں، زید بن علی نے کہا کہ نہیں، بلکہ میں ان دونوں سے محبت و عقیدت رکھتا ہوں اور ان سے براءت ظاہر کرنے والوں سے اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: "اذا نرفضك" پھر تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے، چنانچہ انہوں نے زید بن علی کو چھوڑ دیا اور ان کی حمایت سے دستبر دار ہو گئے اور "رافضہ" (چھوڑ دینے والے) کہلائے۔

فرقہ جہمیہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے، اور یہی اصل فرقہ جبریہ ہیں، اللہ تعالیٰ کا ازلی صفات کی نفی کرنے میں معتزلہ کے ساتھ ہیں، لیکن بعض دیگر صفات کا بھی انکار کیا ہے۔

خوارج وہ فرقہ ہے جو بر سر اقتدار مسلم ائمہ کی اطاعت سے انکار کرتا ہے، اس فرقہ کی ابتدا وہاں سے ہوئی ہے جب انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔

فرقہ قدریہ کو قدریہ کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ فرقہ بندوں کے افعال کو خود ان کی قدرت »

Www.IslamicBooks.Website

سب سے ہم کو بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔

البتہ فروعی مسائل میں کسی امام کی طرف نسبت کرنا، مثلاً چاروں فقہی مذاہب [1] میں کسی کی طرف منسوب ہونا تو یہ مذموم نہیں، کیونکہ فروعی مسائل میں اختلاف رحمت ہے۔ [2]

» کی جانب منسوب کرتا ہے اور اللہ کی تقدیر کا انکار کرتا ہے، جس کے نتیجے میں غیر اللہ بندوں کے افعال کا خالق قرار پاتا ہے۔

مرجئہ کے کئی گروہ ہیں، ان میں سے ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی معصیت نقصان دہ نہیں، جس طرح کفر کے ساتھ کوئی اطاعت فائدہ بخش نہیں، اس جگہ مرجئہ کا یہی گروہ مراد ہے۔

معتزلہ وہ فرقہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک فریق میں سے پیدا ہوا جس نے سیاست سے علیحدگی اختیار کی، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ واصل بن عطاء کی زیر قیادت اس فرقہ نے حسن بصری کی مجلس سے علیحدگی اختیار کی تھی اس لیے معتزلہ (علیحدگی اختیار کرنے والے) کہلائے، معتزلہ بے شمار باطل افکار و عقائد رکھتے ہیں۔

ابو عبداللہ محمد بن کرام کے پیروکاروں کو کرامیہ کہا جاتا ہے، یہ فرقہ اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کو ثابت مانتا ہے، لیکن اس طرح کہ اس سے اللہ کے لیے جسم ہونا اور مخلوق سے مشابہ ہونا لازم آتا ہے۔

فرقہ کلابیہ عبداللہ بن سعید بن کلاب بصری کی طرف منسوب ہے، ابن کلاب بصری متکلمین میں سے تھا اور فرقہ کلابیہ کا امام تھا، اس کے اور معتزلہ کے درمیان بڑے مناظرے ہوئے۔ معتزلہ کی طرح یہ فرقہ بھی بے شمار باطل عقائد و افکار رکھتا ہے۔

(۱) فقہی مذاہب سے یہاں چاروں مشہور مذہب حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی مراد ہیں۔

(۲) اس عبارت سے اختلاف کی تعریف کرنا مقصود نہیں، کیونکہ اتفاق بہر حال اختلاف سے «

Www.IslamicBooks.Website

اور مجتہدین اختلاف میں بھی لائق تعریف ہیں۔ ۱؎ اور اجتہاد پر ثواب کے مستحق ہیں، کسی مسئلہ میں ان کا اختلاف (اللہ کی طرف سے) وسیع رحمت ۲؎ اور ان کا اتفاق واجماع قطعی حجت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں بدعات وفتن سے بچائے، اسلام اور سنت پر زندہ رکھے، دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے والوں میں شامل فرمائے، اور مرنے کے بعد اپنے فضل وکرم سے انہیں کے زمرہ میں اٹھائے، آمین۔

اسی کے ساتھ ہی عقائد سلف کا بیان ختم ہوا۔

﴿والحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليماً﴾

» بہتر ہے، بلکہ اس جگہ اختلاف کی مذمت کی نفی مراد ہے، کیونکہ ائمہ نے اجتہاد کیا اور پھر جو بات حق نظر آئی اسے اختیار کیا، بھلے ہی بعض حالات میں وہ اجتہاد کرنے میں حق تک نہ پہنچ سکے، لیکن ایسی صورت میں وہ قابل مواخذہ نہیں۔

۱؎ اختلاف میں لائق تعریف اس صورت ہیں جب اختلاف ان کے اجتہاد اور تلاش حق کی نیت سے پیدا ہو نہ کہ کسی عصبیت یا نفسانیت کی وجہ سے، کیونکہ ایسی صورت میں اختلاف سے بغض وعداوت اور افتراق وانتشار پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے برخلاف اصولی مسائل میں اختلاف کرنے کی صورت میں امت کے اندر افتراق وانتشار پیدا ہو جاتا ہے۔

۲؎ اختلاف اس معنی میں وسیع رحمت ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

MAKTABA
AL–DARUSSALAFIAH
6/8-HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG,
BOMBAY - 400 008 (INDIA)
TEL:308 27 37/ 308 89 89, FAX: 306 57 10

Rs. 25/-

Www.IslamicBooks.Website